

جماعت احمدیہ پر اعتراضات

کا

علمی جائزہ

دوست محمد شاہد

274482
2-1-2

جماعت احمدیہ پر اعتراضات
کا

علمی جائزہ

مولانا دوست محمد صاحب شاہد
مؤرخ احمدیت

41756
1.4.89

احمد اکیڈمی ریلوے

۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء تا ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر مبارک ہو!

تعاون : مینرا احمد شمس جامعہ احمدیہ
ناشر : جمال الدین انجم
مطبوعہ : لاہور آرٹ پریس لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جماعت احمدیہ پر اعتراضات کا

علمی جائزہ

یہ دنیا مادہ پرستوں اور خدا والوں کے دو الگ الگ کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے۔ خدا والوں کے لئے رب حکیم کا یہ حکم ہے کہ انکا ایمان دلائل اور براہین پر مبنی ہونا چاہیے۔ ایمان وہی ہے جسکی بنیاد بصیرت پر ہو اور وہ کھلی آنکھوں اور کھلے کانوں کے ساتھ اختیار کیا جائے۔ چنانچہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے :-

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُنْيَانًا

(الفرقان: ۷۷)

یعنی عباد الرحمن کی یہ خصوصیت ہے کہ جب انکے رب کی آیات کا ذکر کیا جائے تو وہ ان سے بہروں اور اندھوں کا سا معاملہ نہیں کرتے بلکہ کان اور آنکھیں کھول کر ربانی آیتوں کو سنتے اور ان پر روحانی بصیرت کیساتھ نظر ڈالتے ہیں۔

سورہ مومنون رکوع ۳ سے ثابت ہے کہ آسمانی مصلح اور مامور بھی آیات الہیہ میں شامل ہیں۔ لہذا ان کی آواز پر لبیک کہنے والوں کا دینی فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقائد کے بارہ میں حقیقی معرفت حاصل کریں کیونکہ

اسی سے دین پر ثبات حاصل ہوتا ہے اور اسی سے قرب الہی کی برکات نصیب ہوتی ہیں۔

عباد الرحمن کی اس مثالی خصوصیت اور شاندار روایت کو قیامت تک زندہ رکھنا ممالکِ عالم کے تمام احمیوں کا اولین فرض ہے۔ کیونکہ وہ تحریکِ احمدیت سے وابستگی کا شرف رکھتے ہیں۔ جو خالص علمی، مذہبی اور آفاقی تحریک ہے اور جس کے محکم نظریات کی رفعتوں کے مقابل ہمالیہ کی سر بلک جھوٹیوں کی اتنی بھی حیثیت نہیں، جتنی نسبت ذرہ کو آفتاب سے یا قطرہ کو بحرِ ذخار سے ممکن ہے۔

اس کھلی صداقت کو آزمانے اور پرکھنے کا سبب آسان اور دلچسپ طریق وہی ہو سکتا ہے جسکی نشاندہی ہمارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ

”الْعِلْمُ خَزَائِنٌ وَمِفْتَاحُهَا السُّؤَالُ“^۱

علم کے خزانوں کی چابی سوال ہے

اس بابرکت ارشادِ نبویؐ کی تعمیل میں اس وقت عقائدِ احمدیت پر بعض سوالات اور اعتراضات کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ اصل موضوع شروع کیا جائے یہ بتانا ضروری ہے کہ عقائدِ احمدیت کیا ہیں اور ان کے خلاف شدید ردِ عمل اور اعتراضات کا واقعی پس منظر کیا ہے ؟؟

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں:-
 ”یہ عاجز تو محض اس غرض سے بھیجا گیا تا یہ پیغام خلق اللہ کو
 پہنچا دے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب
 حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے
 اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے“

قرآن مجید نے توحید اور رسالت محمدیہ کے خلاف سب سے بڑا خطرہ
 فتنہ تثلیث کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

تَكَادُ السَّمُوتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
 الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۚ أَنْ دَعَوْا
 لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۚ (مریم: ۹۱-۹۲)

قریب ہے کہ آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے
 ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر جا پڑیں۔ اس لیے کہ ان
 لوگوں نے خدائے رحمن کا بیٹا قرار دیا ہے

اس قرآنی فیصلہ کے مطابق حضرت بانی احمدیت اس فتنہ کی مخالفانہ
 عمر بھر جہاد کرتے رہے نیز فرمایا:-

”ہمارے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے۔ بلحاظ قلم کے

پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لیکر نکلے ہیں نہ سنان و تنگ لے کر۔ اس لئے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیے وہ قلم اور صرف قلم ہے۔۔۔۔۔ اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔“ لے

اہل تشیث کی اس یلغار کے پس پشت برطانیہ اور دوسری استعماری طاقتیں کار فرما تھیں اور تحریک احمدیت کے ظہور سے قبل پادری عماد الدین، پادری رانکلیں، پادری رانچندر، پادری راجرس وغیرہ عیسائی مصنفوں کا نہایت دل آزار لٹریچر پورے برصغیر میں بارودی شکل اختیار کر چکا تھا اور برصغیر کے کروڑوں نہتے اور بے بس مسلمان پادریوں کی اس آتشیں جنگ کی پیٹ میں آگئے تھے۔ اور جیسا کہ مشہور مناد اور پادری بیروز نے انکشاف کیا کہ اصل سازش یہ تھی کہ ہندوستان ہی نہیں نعوذ باللہ مکہ معظمہ پر بھی صلیبی جھنڈا لہرایا جائے^{۳۲}۔

اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نئے مشنوں کا جال بچھا دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے خلاف زہریلا پراسپیکٹا تیر سے تیز تر

لے۔ ملفوظات جلد ۱ ص ۲۱۷ لے صفحہ ۲۲ (BY JOHN HENRY BARROWS)

BARROWS LECTURES ریورنڈ مولوی عماد الدین کا خط تشکاگو (۱۸۹۳ء) میں لکھا ”محمدی وغیرہ اس قدر شکست خوردہ ہیں کہ قیامت تک بہرہ اٹھا سکیں گے“ ص ۱۹۰ (مطبوعہ نیشنل پریس انٹرنیشنل)

ہوتا گیا۔ لاکھوں صفحوں کے مسیحی لٹریچر میں سے صرف تین اقتباسات ملاحظہ ہوں
۱۔ ”قرآن کو علیحدہ بالائے طاق رکھ دو اور انجیل مقدس کو قبول کرو کیونکہ

صرف اس ہی کے وسیلے سے نجات کا راستہ ظاہر کیا گیا ہے“^۱

۲۔ ”محمد صاحب نے کبھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا پر مسیح نے بہت عجیب و

غریب کام کئے۔ جس نے اندھوں کو آنکھیں عطا فرمائیں اور مردوں کو زندگی
بخشی۔ وہی آپ کو گناہ کے بُرے اثر سے بچا سکتا ہے۔ آخر الامر محمد صاحب

موت کا شکار ہو گئے اور اُن کا جسم خاک ہو گیا۔ لیکن یسوع مسیح اگرچہ
ایک دفعہ مر گیا اور گناہ کا کفارہ ہوا تو بھی وہ مردوں میں سے جی اٹھا۔

آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے لوگوں کو بچانے کیلئے ابد الابد تک زندہ ہے
اور گنہگاروں کی سفارش کرتا ہے۔ اگر محمد صاحب آپ کی سفارش کریں

تو بالکل بے فائدہ ہے ایک گنہگار کو دوسرے گنہگار کی سفارش سے
کیا حاصل؟ کیا کوئی حج پسند کریگا کہ اس کے سامنے کوئی چور کسی چور کی
سفارش کرے۔“^۲

۳۔ ”مسیح“ اسلام ابراہیمی کا ختم المرسلین ہے۔ اور اسلام ابراہیمی کا

اصلی اور جائز طور سے وارث ہے“^۳

۱۔ ”قرآن“ ص ۱۲۔ ناشر کر سچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ ۱۹۰۰ء

۲۔ ”مسیح یا محمد“ ص ۱۲-۱۳۔ ناشر کر سچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ ۱۹۰۰ء

۳۔ الفرقان حصہ دوم صفحہ ۸۴ (پادری غلام مسیح پاستر انبالہ شہر حیدرآباد ۱۹۰۵ء)

کا سر صلیب حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے قلب مبارک کو
ان اخلاق سوز کارروائیوں نے ترپا دیا چنانچہ حضور اپنی باطنی کیفیت
کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں :-

” یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیں کروڑوں سے

مبھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ میرے دل پر اس قدر صدمہ

پہنچا ہوا ہے کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر تمام زندگی

میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو۔ بلکہ صدمہ و غم سے مرنا

میرے لئے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا..... ایک

زمانہ گزر گیا کہ میرے پنجوقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا اے

لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اسکی وحدانیت پر ایمان لاویں

اور اس کے رسول کی شناخت کر لیں “ ۱

نیز پیشگوئی فرمائی کہ :-

” مسیح موعود کے وجود کی علتِ غائی احادیثِ نبویہ میں یہ

بیان کی گئی ہے کہ وہ.... صلیبی خیالات کو پاش پاش کر

کے دکھلا دے گا۔..... ضرور صلیبی مذہب کی بنیاد گرے

گی اور اس کا گرتا نہایت ہولناک ہوگا “ ۲

۱ ”تبلیغ رسالت“ جلد ۱، ص ۷۱ - ۷۲

۲ ”کتاب البریہ“ (حاشیہ ص ۲۶۲ - ۲۶۳)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے صلیب کے پرستاروں کو للکارا اور اس
شان سے دلائل و براہین کی رو سے ان پر حجت تمام کی کہ مولانا ابوالکلام
آزاد کے بقول

” عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرچے اڑ گئے جو سلطنت

کے زیر سایہ ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا
اور عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا “ ۷

اور مولانا نور محمد صاحب نقشبندی چشتی مالک اصح المطالع دہلی کے
الفاظ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پیش فرمودہ نظریہ وفات مسیح کے
نتیجہ میں

” ہندوستان سے لیکر ولایت تک کے پادریوں کو
شکست ہوئی “ ۸

پادریوں نے اس شکست فاش کا انتقام لینے اور مسلمانوں کو اپنے
دام تزویر میں پھنسانے کیلئے اس پہلو پر زور دینا شروع کیا کہ مرزا صاحب
کو کاذب سمجھنے میں ہم سب عیسائی مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں اور حضرت
مسیح علیہ السلام کی آمد کے لئے چشم براه ہیں۔

چنانچہ ۱۹۰۷ء میں مشہور پادری اکبر مسیح نے اسی بناء پر اپنی کتاب
” منارة البیضاء “ ص ۲-۳ میں مسلمانوں کو دعوت اتحادی جس کے بعد
مسیحی مصنفوں نے احمدیت کے خلاف اعتراضوں کو پھیلانے کیلئے باقاعدہ

۷ اخبار ” وکیل “ امر لستر جون ۱۹۰۸ء ۷ - دیباچہ برترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی

مہم شروع کی اور ان علماء کو زیر دست خراج تحسین پیش کیا جانے لگا جن کی کتب سے یہ اعتراضات جمع کئے گئے تھے۔ اس دعویٰ کا واضح ثبوت جناب سموئیل احمد حسن کی کتاب ”تخصیص“ اور پادرسی کے ایل ناصر کی ”حقیقت مرزا“ ہے۔ مؤخر الذکر کتاب کے شروع میں انتساب کے زیر عنوان لکھا ہے کہ

”میں اس مجموعہ کو مندرجہ ذیل علمائے کرام کے نام سے منسوب کرتا ہوں جنہوں نے مرزائیت کی حقیقت کو بے نقاب کر کے ہندوپاکستان میں مسیحیوں اور مسلمانوں کی ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں“

اس کے بعد عیسائی مؤلف نے جن ممتاز اور ”محسن“ علماء کا نام شامل فہرست کیا ہے ان میں جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری پروفیسر الیاس برنی صاحب اور مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی جیسی شخصیات بھی شامل ہیں۔

مسیحی ہائی گمان کی اس پالیسی کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ پچھلے چند سالوں سے جہاں کانگریسی علماء کی طرف سے احمدیوں کے خلاف جارحانہ سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے وہاں یہ مسیحی پراپیگنڈہ بھی پاکستان میں بہت زور پکڑ چکا ہے کہ :-

۱۔ حضرت عیسیٰ رسول مگر تھے نہ

- ۱۔ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ ۱
- ۲۔ ”مسیح خداوند کلمۃ اللہ وجہ تخلیق کائنات ہے“ ۲
- ۳۔ ”گنہگاروں کا واحد نجات دہندہ ہے جس طرح خدا باپ آسمان پر زندہ ہے اسی طرح خدا کا اکلوتا بیٹا آسمان پر زندہ ہے“ ۳
- ۴۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی کھل سامنے آچکی ہے کہ عیسائیت اب صیہونیت کے تابع رہ کر بطور صیہونی ایجنٹ خدمات بجا لا رہی ہے ۴
- ۵۔ حد یہ ہے کہ حال ہی میں پاکستان کی ایک مذہبی درسگاہ سے ”لمحہ فکریہ“ کے زیر عنوان ایک پمفلٹ میں اپنے مسیحی بھائیوں کو پُر زور تحریک کی گئی ہے کہ ”تم تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے آئے ہو۔ آؤ ہمارے ساتھ اُن کے (یعنی احمادیوں کے) ناقل، خلاف جہاد کرو“ ۵
- ۶۔ حالانکہ فرمانِ الہی ہے کہ ”جو شخص یہود و نصاریٰ کو اپنا رفیق بناتا ہے وہ انہیں میں شمار ہوگا“ (المائدہ : ۵۱)
- ۷۔ ایک اور ”دینی ادارہ“ کا یہ تازہ کارنامہ ہے کہ اس نے ایک مستشرق مارٹن لنگز (MARTIN LINGS) کی کتاب محمد (MOHAMMED)
-
- ۱۔ ”مسیح کی شان“ ص ۱۹-۳۳ ایف ایم نجم الدین صاحب اخوت اندیاسیہ پنجاب ہارشم اپریل ۱۹۸۰ء
- ۲۔ ”ازلی محبوب خدا“ ص ۹-۱۶ پادری اے برکت خان رکن بشارتی کمیٹی سیالکوٹ ۱۹۸۳ء
- ۳۔ ”اسلام کے خلاف صیہونی سازش“ ص ۳ (ڈاکٹر محمد محی الدین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ صدر مؤثر عالم اسلامی سرگودھا مئی ۱۹۸۴ء) ناشر مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جامع مسجد گنبد والی جہلم شہر ۴
- ۴۔ ”سہیل اکیڈمی لاہور“

شائع کی ہے جس کے صفحہ ۲۱۲ - ۲۱۳ پر نہایت بے شرمی سے معصوموں کے بادشاہ، شفیع المذنبین، تاج المرسلین، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر شرمناک بہتان تراشا گیا ہے۔ اس کے صفحہ ۲۰۰ پر یہ افتراء عظیم کیا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کے دوسرے بت تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کے بتوں کو توڑنے کی بجائے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ کتاب ۱۹۸۳ء کی قومی سیرت کا نفرنس اسلام آباد کے انگریزی مقابلوں میں اول قرار پائی تھی اور مصنف کو اس پر پانچ ہزار پاؤنڈ کا انعام پیش کیا گیا تھا۔

اس ہولناک صورت حال کا دوسرا پہلو اور بھی زیادہ تشویش ناک ہے اور وہ یہ کہ کینیڈا کے مشہور کرسمس جریڈہ "پراسپیکٹر" (PROS-PECTOR) کے شمارہ اکتوبر ۱۹۵۸ء کی رپورٹ کے مطابق تقسیم ہند (اگست ۱۹۴۷ء) کے وقت پورے پاکستان میں عیسائی آبادی صرف اسی ہزار پر مشتمل تھی مگر پاکستان نیشنل کرسمس لیگ کے صدر نے ستمبر ۱۹۷۲ء میں یہ بیان دیکر پاکستان کے عوام کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ اب جدید پاکستان میں مسیحی اقلیت کی تعداد ساٹھ لاکھ تک جا پہنچی ہے۔ انہوں نے

۱۔ جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے اس زہریلی کتاب کا نوٹس لینے اور سپر پابندی لگانے کا مطالبہ فرمایا
(دجنگ لاہور ۳ نومبر ۱۹۸۴ء ص ۲)

انتباہ کیا کہ :-

” اگر ملکی سالمیت کے تحفظ کیلئے قادیانی اقلیتی فرقہ کی کڑی نگرانی نہ کی گئی اور ساٹھ لاکھ بھاری محبت وطن اہل کتاب مسیحی اقلیت کے حقوق مفادات کا تحفظ نہ کیا گیا تو ملک کی بنیادیں ہل جائیں گی اور قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کے پاداش میں پاکستان کی مسلم اکثریت کو اپنی خوش فہمی کا حیمارہ بھگنا پڑیگا “ ۷

اس مسیحی رہنما نے دنیا کی تمام عیسائی حکومتوں کے سربراہوں سے

بھی اپیل کی کہ :-

” مرزا اٹیوں کے توہین آمیز لٹریچر کو فوراً ضبط کر لیں “ ۷

۷ رقیبوں نے ریپٹ لکھوائی ہے جا جا کے نکالتے ہیں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

مشترکہ محاذ اور متحدہ مخالفت کی یہ وہ فضا ہے جس نے عقائد احمدیت

کے خلاف بہت سے اعتراضات کو جنم دیا۔ جن کی بازگشت آج مختلف

حلقوں میں سنائی دیتی ہے ۔

شام کے مشہور عالم اور نامور محقق ڈاکٹر مصطفیٰ سبائی

” المستشرقون والاسلام “ میں یورپین مستشرقین اور پادریوں

۷ روزنامہ ” امن “ کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء ص ۷ بحوالہ ” دامت ثلثت “ ص ۷ از جناب سعید بن وحید

بی۔ اے۔ علیگ کراچی۔ ۷ روزنامہ ” امن “ کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء ص ۷ بحوالہ ” دامت ثلثت “ ص ۷ از

جناب سعید بن وحید بی۔ اے علیگ کراچی۔

کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

” ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا کر مجروح کیا جائے اسکی حسین و معصوم تصویر کو بگاڑا جائے اس کے حقائق میں تخریف ہو۔ مچھوٹے بھالے عوام انکی دینی بزرگی اور قیادت کے آگے سر ٹیک دیں“^۱ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تحریک احمدیت پر تنقید کے پیچھے بھی بالکل یہی ذہنیت کار فرما ہے ۔

بہر حال اب میں نمونہ بعض اعتراضوں کے مختصر جوابات عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم جل شانہ میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی جناب سے برکت بخشے اور ان تمام تاثیرات سے معمور فرما دے جو آسمانی صداقتوں کیلئے ازل سے مقدر ہیں ۔ آمین ۔

ہم تمہی دست تیرے در پہ چلے آئے ہیں
لطف سے اپنے عطا کرید بیضا ہم کو

پہلا اعتراض :-

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کی معاذ اللہ بے ادبی کی ہے ۔

جواب :- یہ ایک بے بنیاد الزام ہے جو محض عیسائی دنیا

کی خوشنودی کیلئے تراشا گیا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں :-
 ”ہم اس بات کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور
 راستباز نبی مانیں اور انکی نبوت پر ایمان لادیں۔ سو ہماری
 کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں جو انکی شانِ بزرگ
 کے برخلاف ہو“ ۱

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ حضرت اقدس نے موجودہ اناجیل
 کی رُو سے پادریوں کے خیالی اور مزعومہ خداوند مسیح کا توڑ پھیش کیا ہے
 تو اسکی تمام تر ذمہ داری انیسویں صدی کے پادریوں پر عائد ہوتی ہے
 جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں :-

”ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کوئی
 کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ
 مقوڑا سا حال ان پر واضح کریں۔“ ۲

نیز فرمایا :-

”هَذَا مَا كَتَبْنَا مِنَ الْاَنَاجِيلِ عَلَى سَبِيلِ الْاِلْزَامِ
 وَاِنَّا نَكْرِمُ الْمَسِيحَ وَنَعْلَمُ اَنَّهُ كَانَ تَقِيًّا وَمِنْ
 الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ“ ۳

۱ ”ایام صلح“ سرورق ص ۲۷ ۲ ضمیمہ انجام آتھم ”حاشیہ ص ۹“ ۳ ملاحظہ ہو آپکی
 تصنیف ”ترغیب المومنین“ ص ۱۹ حاشیہ

ترجمہ :- ہم نے یہ سب باتیں از روئے انجیل الزامی جواب کے رنگ میں لکھی ہیں ورنہ ہم تو حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آپ پارسا اور برگزیدہ نبیوں میں سے تھے۔

ہر عاشق رسول کے نزدیک ان الزامی جوابات کو جہاد باللسان کا درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتنہ تشلیت کی سرکوبی کیلئے حضرت مولوی آل حسن صاحبؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ دیکرانیؒ، قرشی عثمانی دہلویؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور مناظر اسلام حضرت حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر بزرگوں نے اس کا استعمال ضروری سمجھا اور اسی سے ثابت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبری اور غیور فرزند جلیل بھی تھے اور اپنے دور کے مجاہد اعظم بھی۔

۱۔ استفسار "ص ۱۰۷، ۱۳۳، ۳۳۶، ۳۳۹، ۳۴۹، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱

دوسرا اعتراض :-

” احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہو گا نہ ان پر وحی ہوگی “

جواب :- خدا کے مقدس نبی ہرگز عہدہ نبوت سے معزول نہیں ہو سکتے اور حضرت مسیح ابن مریم کے لیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلم شریف کتاب الفتن میں) چار مرتبہ نبی اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور پیشگوئی فرمائی ہے کہ آپ پر وحی بھی نازل ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید نے قیامت تک کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ بیان سورۃ مریم رکوع ۲ میں ریکارڈ کر دیا ہے کہ :-

” وَجَعَلْنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلْنِي مُبَارَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ “

ترجمہ :- میں جہاں کہیں بھی ہوں اللہ نے مجھے نبی اور بابرکت بنایا ہے ۔

الغرض عقل، حدیث اور قرآن کی آسمانی روشنی کے سامنے یہ تاریک خیال ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اب اس سوال کا جواب دہرول کے ذمہ ہے کہ اگر یہودی امت کے مسیح نبی اللہ ہی دوبارہ تشریف لائے

”اسلام کے خلاف صیہونی خفیہ سازش“ ص ۲۲ ڈاکٹر محمد الدین قاضی پی ایچ ڈی
امریکہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ صدر موثر عالم اسلامی سرگودھا پاکستان مئی ۱۹۸۴ء

تو ” غیر مشروط آخری نبی “ کون ہوگا ۔

تیسرا اعتراض :- نبی کے آنے سے امت بھی بدل جاتی ہے لہذا احمدی ایک مستقل اور جداگانہ امت ہیں اور ان کا دوسروں کو کافر کہنا بھی اسی وجہ سے ہے ۔

جواب :- اعتراض ایک ہے مگر مغالطے تین ہیں ۔
 اول :- امت صرف نئی شریعت کے ظہور سے بدلتی ہے ورنہ نبیوں کی طرح امتوں کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوگی ۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت شعیبؑ تک جن انبیاء کا ذکر ہے ان میں سے کوئی بھی کسی نئی امت کا بانی نہیں تھا ۔
 حضرت موسیٰؑ ایک شارع نبی تھے اسی لئے ان کے ذریعہ ایک جدید امت کا قیام ہوا لیکن نہ صرف آپ کے ہم عصر نبی حضرت ہارونؑ آپ کی امت میں شامل تھے بلکہ سورۃ المائدہ آیت : ۲۵ کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے بعد بھی متعدد ایسے نبی ہوئے جو تورات کے تابع فرمان تھے ۔

دوم :- محدث امت حضرت امام علی القاریؒ شارح مشکوٰۃ کے نزدیک آیت خاتم النبیین کے معنی ہی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوبندی عالم فرماتے ہیں کہ ” کیا اب دوبارہ حضرت عیسیٰؑ امام الانبیاء کے امتی بن کر آئیں گے یا اپنے کام رسالت کو سر انجام دینے آئیں گے ۔ اگر وہ امام الانبیاء کے امتی بن کر آئیں گے تو پہلا کام ادھورا رہ گیا اور اگر اس کو پورا کریں گے تو ختم نبوت کا انکار لازم آیا “
 مناظرہ جہنگ صد ۳۳ مکتبہ فریدیہ ساہی وال، روداد مناظرہ منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۷۹ء ۔

کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے۔
 کا امتی نہ ہوئے

اور یہ حقیقت سورج کی طرح بالکل واضح اور نمایاں ہے کہ حضرت
 بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ "نبی" کا نہیں "امتی نبی" کا ہے اور آپ
 کا عقیدہ ہے کہ :-

"نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر
 قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع
 نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" لے
 آپ کا مشہور شعر ہے کہ :-

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب لے

اس روشن کتاب قرآن سے ایک قدم بھی دور رہنا ہمارے نزدیک
 کفر و زیاں اور ہلاکت ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتے ہیں :-

اقتدائے قول او در جان ما است

ہر چہ ز وثابت شود ایمان ما است لے

لے موضوعات کبیر ص ۵۸-۵۹ مطبع مجتبیائی ۱۳۱۵ھ

طے "کشتی نوح" ص ۱۲

ص ۴ "سراج منیر"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی پیروی ہماری فطرت میں ہے
آنحضور کے ہر ایک فرمان پر ہمارا پورا پورا ایمان ہے ۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اس عقیدہ و مسلک کے باوجود اگر ایک
الگ اور مستقل امت کا بانی قرار دیا جائے تو اس کے منطقی نتیجہ کے طور پر
ماننا پڑے گا کہ اس زمانہ میں ملت اسلامیہ کا فرد صرف وہی ہے جو حضرت
بانی سلسلہ احمدیہ کے برعکس نظریہ رکھے اور قرآن و سنت کا باغی ہو؟

دوستو! ک نظر خدا کیلئے

سید الخلق مصطفیٰ کے لئے

سوم :- حدیث نبوی ہے :- فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ
قید شبرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ اللَّهِ سَلَامٍ مِنْ رَأْسِهِ " کہ جو شخص
ایک بالشت بھر بھی الجماعت سے خروج کرتا ہے وہ اپنے سر سے اسلام
کا رتہ اتار پھینکتا ہے ۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث اپنی منہج
درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد
فرمایا تو کسی شخص نے دریافت کیا کہ خواہ وہ نماز روزہ کا بھی پابند ہو؟
فرمایا خواہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت فرمائی :-

وَلَكِنْ تَسْمُوا بِاسْمِ اللَّهِ الَّذِي سَمَّاكُمْ عِبَادَ اللَّهِ

المسلمين المؤمنين " لے

فرمایا لیکن تم انہیں اسی نام سے یاد کرو جس سے اللہ نے تم کو موسوم کیا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کے مسلم و مومن بندے ۔

حضرت مسیح موعود کا لٹریچر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کی عکاسی کرتا ہے ۔ آپ کی کتابوں میں اُن تمام مسلمانوں کو جو جماعت احمدیہ میں شامل نہیں مسلمان کہہ کر ہی خطاب کیا گیا ہے ۔ اور امتی نبی کی حیثیت سے آپ کو یہی ربانی حکم ملا ہے چنانچہ آپ کو الہام ہوا

۱۔ ع " مسلمان را مسلمان باز کردند " ۱

۲۔ " رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ " ۲

۳۔ " سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دینِ واحد " ۳

حضرت بانی سلسلہ کو خدا اور مصطفیٰ کے ان ارشادات کی تعمیل کے "جرم" میں بیگانوں نے آپ کو تختہ وار پر لٹکا دینے کا منصوبہ باندھا اور اپنوں نے "قتلِ اُمّی تکفیر" سے استقبال فرمایا۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیر ہی خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

۱۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء

۲۔ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۸۸۲ حاشیہ در حاشیہ ۱ مطبوعہ ۱۸۸۲ء

۳۔ البدر والحکم ۲۷، نومبر ۱۹۰۵ء

نچوتھا اعتراض :-

احدیوں کا کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْمَدُ رَسُولُ اللَّهِ" ہے اور جب وہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو اس سے انکی مراد مرزا صاحب کا وجود ہوتا ہے۔ تقادینی فرقہ نے کلمہ طیبہ کے ساتھ "ان عبدك المسيح الموعود کا اضافہ کر دیا ہے۔

جواب :- قطع نظر اس کے کہ یہ عجیب و غریب اعتراض متعدد تضادات کا ملغوبہ ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر احمادیوں کا کلمہ واقعی جدایا اضافہ شدہ ہے تو اسے مٹانے کی ہمارے محسن اور کرم فرماؤں کو ضرورت کیوں پیش آئی؟

اس طرح یہ دعویٰ کہ حضرت بانی سلسلہ یا جماعت احمدیہ کے نزدیک کلمہ طیبہ میں "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)" سے مراد نعوذ باللہ مرزا صاحب کی ذات ہے یہ محض ایک مفروضہ ہے جسکا مقصد دنیا کے ایک کروڑ کلمہ گو اور زخم رسیدہ احمادیوں کی تمک پاشی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"جتنے نبی اُس نے بھیجے انکی خدمت یہی مہتی کہ لا الہ الا اللہ کا مضمون زمین میں چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے۔ ان سب

نے اشتہار شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت

نے اخبار "جنگ" لاہور ۹ نومبر ۱۹۸۴ء کا لم ۴

۳۱۹۶۳ - "فرقے اور مسالک" ص ۲۹۳ از بلال زبیری ناشر دینی اکادمی جنگ صدر اگست ۱۹۶۳ء

میں بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا جس نے پہلے الہوں کی کمزوری ثابت کی اور علم اور طاقت کی رو سے اُن کا ہیچ ہونا ثابت کیا اور جب سب کچھ ثابت کر چکا تو پھر اس فتح نمایاں کی ہمیشہ کیلئے یادگار چھوڑ دی کہ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اس نے صرف بے ثبوت دعویٰ کے طور پر لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں کہا بلکہ اُس نے پہلے ثبوت دیکر اور باطل کا بطلان دکھا کر پھر لوگوں کو اس طرف توجہ دی کہ دیکھو اُس خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں جس نے تمہاری تمام قوتیں توڑ دیں اور تمام شیخیاں نابود کر دیں ۔ سو اس ثابت شدہ بات کو یاد دلانے کیلئے ہمیشہ کیلئے یہ مبارک کلمہ سکھایا کہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پس یہ مبارک کلمہ دنیا بھر کے احمدیوں کے دل پر نقش ہے اور انکی روح اور جان ہے ۔ عرب و عجم اور مشرق و مغرب کا ہر ۔ احمدی آروں سے چیز ا جانا تو گوارا کر سکتا ہے مگر اس مقدس کلمہ کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا اور نہ مندرجہ ذیل جعلی اور خود ساختہ کلموں پر ایمان لا سکتا ہے ۔

۱۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، چشتی رَسُولُ اللَّهِ"۔

۲۔ "لَا إِلَهَ مَن كَانَ إِلَّا اللَّهُ، تَن كَانَ"۔

۳۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، نورپاک محمد مہدی رسول اللہ"۔

۴۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، انگریز رَسُولُ اللَّهِ"۔

پانچواں اعتراض :- مرزا صاحب نے قادیان کی سرزمین کو مکہ کی سرزمین کے مساوی قرار دیا "اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ قرار دیا"۔
 انہوں نے صاحبزادہ عبداللطیف کو قادیان بھیجا کہ وہ حج کرے۔ اپنے دعویٰ کے مطابق وہ نبی اکرم کے برابر تھے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان پر تین لاکھ آیات کی وحی اتری جن میں سے پچاس ہزار مختلف ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے سے متعلق تھیں۔

جواب :- کتاب اللہ کی آسمانی عدالت کا صریح حکم ہے کہ

۱۔ حسنات العارفین ص ۳۴ (شہزادہ محمد وراثت کوہ قادری) ناشر منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور۔
 ۲۔ "حق نمائے اردو ترجمہ نور الہدیٰ" تصنیف حضرت سلطان باہو حاشیہ مترجم نور محمد سروری ۱۳۳۲ھ

طبع پنجم ۱۹۷۵ء۔

۳۔ "ذکری مذہب" ص ۶۸ (مولانا عبدالمجید قصرتندی) ناشر تنظیم اصلاح

المسلمین مرتب مکران بلوچستان ۱۹۷۸ء

۴۔ رسالہ "سلسیل" لاہور نومبر ۱۹۷۶ء ص ۳

۵۔ ۸۷، ۸۸، ۸۹ اخبار جنگ، نومبر ۱۹۸۴ء ص ۴

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
عَلَىٰ أَنْ لَا تَعْدِلُوا إِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ
اے مومنو! کسی گروہ کی مخالفت تمکو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ
تم بے انصافی پر اتر آؤ۔ عدل و انصاف پر قائم رہو کہ یہی قرین تقویٰ
ہے۔

اس فرمانِ شاہی کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ کسی تحریک یا مسلک
کے خلاف قلم اٹھانے سے قبل اس کے لٹریچر کا براہِ راست مطالعہ کیا
جائے مگر جہاں تک احدثیت کا تعلق ہے عملاً اسکی تحقیق کا نقطہ معراج
یہ سمجھا جا رہا ہے کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب ”قادیانی مذہب“
پر اندھا دھند ایمان لایا جائے جس کے متعلق بریغیر کے بعض چوٹی کے
مبصرین اور ناقدین کی یہ بے لاگ رائے ہے کہ۔

”جس حد تک بانی احدثیت کی زندگی و تعلیم احدثیت کا تعلق
ہے وہ تبلیس و کتمانِ حقیقت کا سوا کچھ نہیں“

اور ملک محمد جعفر خان مصنف کتاب ”احمدیہ تحریک“ بیان ہے
”مجھے سب سے زیادہ مایوسی پروفیسر الیاس برنی صاحب کی
کتاب ”قادیانی مذہب“ کے مطالعہ سے ہوئی۔ کئی لوگوں سے

نے اس کتاب کا بصیرت افروز اور محققانہ جواب بشارت احمد اور ”تصدیق احدثیت“ کی
صورت میں سید بشارت احمد صاحب وکیل حیدرآباد کے قلم سے مدت ہوئی چھپ چکا ہے

لے ملاحظاتِ نیاز فتح پوری ص ۶۱ (مرتبہ مولانا محمد اجل شاہد ایم اے)

میں نے اس کتاب کی تعریف سنی تھی پھر مصنف کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ مولوی نہیں ہیں بلکہ کالج کے پروفیسر ہیں اور وہ بھی اقتصادیات کے۔ اس سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ انہوں نے مولویوں کے طرزِ تحریر سے مختلف انداز اختیار کیا ہوگا اور متنازعہ امور پر مدلل اور سائنٹفک طریق پر بحث کی ہوگی۔ لیکن کتاب پڑھنے سے یہ خیال غلط نکلا.... کتاب کے محاسن میں سب سے بڑی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ مصنف نے اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔

بے شک یہ دعویٰ درست ہے پروفیسر صاحب نے صرف کہیں کہیں مختصر سی تنقید کی ہے..... لیکن مصنف کے یہ چند جملے اور ابواب اور پیروں کے عنوان دلائل کے کامیاب نمونے ہیں۔ برحیثیت مجموعی یہ کتاب کسی قابلِ تعریف مقصد کو حاصل نہیں کرتی اور نہ یہ کسی ایسے مقصد کیلئے لکھی گئی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ بنیادی متنازعہ امور کی نسبت فیصلہ کیا درست ہے یا کم از کم اس تک پہنچنے کیلئے صحیح اندازِ فکر اور استدلال کیا ہے۔ اب واضح ہو کہ متذکرہ بالا اعتراض کے تمام اجزاء (بلکہ کئی اور اعتراضات بھی جنکا ذکر آگے آ رہا ہے) اسی دلائل کتاب سے لئے گئے ہیں

جسکی غرض و غایت ”تلبیس و کتمانِ حقیقت“ کے سوا کچھ نہیں۔
 اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے جھوٹ گھڑے گئے
 ہیں جنکا بوجھ اگر ہمالیہ کی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر پڑتا تو وہ بھی زمین
 میں دھنس جاتی۔ حضرت مسیح موعود جیسے بیمثال عاشقِ رسول پر یہ الزام
 بھی اسی قبیل سے ہے کہ معاذ اللہ آپ نے قادیان کو مکہ کے مساوی
 قرار دیا ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ ایک عربی
 قصیدہ میں اس مقدس ترین بستی کا ذکر کس والہانہ انداز میں فرماتے ہیں:-

” شَمْسُ الْهَدٰی طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَكَّةَ

عَيْنِ النَّدٰی تَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ

ضَاهَتْ اَيَّاهُ الشَّمْسُ بَعْضَ ضِيَاہِ

فَاِذَا رَاَيْتُ فَهَاجَ مِنْهُ بُكَائِي ”^۱

ترجمہ :- آفتابِ ہدایت ہمارے لیے مکہ سے طلوع ہوا اور چشمہ سخاوت
 ہمارے لئے غارِ حراء سے پھوٹا۔ مادی آفتاب کی شعاع اس کے
 بعض نور سے کچھ ہی مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن اس آفتاب کے
 نورِ انوار کو جب میں دیکھتا ہوں تو زار و قطار رونے لگتا ہوں

اس میں کلام نہیں کہ آپ کے ایک شعر میں قادیان کو ہجومِ خلق کے
 باعث ارضِ حرم کہا گیا ہے۔ مگر ذوقِ سخن رکھنے والے بزرگ بخوبی جانتے

۱ ”انجامِ آئتم“۔ درمبین عربی مترجم ص ۱۹۱ مطبوعہ کتاب گھر قادیان ۱۹۲۷ء

ہیں کہ حرم کا لفظ عربی اور اردو زبان میں محترم، پاک اور مقدس چیز کے لئے مستعمل ہے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بھی حرم کہا جاتا ہے۔
مسجد حضرت داتا گنج بخش لاہور کے دروازہ پر علامہ اقبال کا یہ قطعہ تاریخ آج تک کندہ ہے

۷۰ سال بنائے حرم مومنوں
خواہ زہیرِ دل و نہ ہاتھ مجھ
چشم بہ "المسجد الاقصیٰ فکن
"الذی بارکہ" ہم بگوئے

اقبال یہ بھی فرماتے ہیں :-

۷۱ گو تم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے۔
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے۔
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرمایا کرتے تھے :-
"یہ فقیر جہاں رہے گا وہیں مکہ اور مدینہ اور
روضہ ہے۔"

حضرت مسیح موعود کے نزدیک اصطلاحی حج کا مقام خدا تعالیٰ نے ازل سے ابد تک خانہ کعبہ اور مکہ کو مقرر فرمایا ہے۔ حضرت

۱۔ المعجم الاعظمیٰ۔ فرہنگ آصفیہ مطبوعہ ۱۹۸۷ء۔ ۲۔ "باقیات اقبال" صفحہ ۴۹۵
ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور طبع دوم ۱۹۴۶ء لاہور ۳۔ باقیات اقبال
صفحہ ۳۳۸ ۴۔ "تخیر الافادات" ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی، ناشر ادارہ اسلامیات

لاہور (اشاعت اگست ۱۹۸۶ء)

خلیفۃ المسیح الاولؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ اور دوسرے اکابر جماعت
نے خدا کے اسی پہلے اور مقدس گھر کا حج کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح
الثالثؑ کی کتاب ”تعمیر بیت اللہ کے تین مقاصد“ اس سلسلہ میں
شاہکار ہے۔ پس حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اصطلاحی
حج کے لئے قادیان بھجوانے کا افسانہ محض ذہنی اختراع ہے۔ البتہ یہ
مسئلہ حقیقت ہے جس سے کوئی محقق و عارف انکار نہیں کر سکتا کہ
صوفیاء صدیوں سے زیارتِ بزرگانِ دین کو لفظ حج سے ہی تعبیر
کرتے آ رہے ہیں مثلاً :-

حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ قطبِ ربانی
محبوبِ سبحانی قدس سرہ ”الفتح الربانی“ کی تتالیسویں مجلس میں فرماتے
ہیں :-

”جاہل پہلے میراج کر پھر بیت اللہ کا حج کر

میں کعبہ کا دروازہ ہوں میرے پاس آ“
سلطان المشائخ، پیشوائے شریعت و طریقت، حضرت ابوالحسن

نراقانیؒ کا ارشاد ہے کہ :-
”ایک مومن کی زیارت کرنے کا ثواب
سودِ مقبولِ حجوں میں نہ پاؤ گے“ ۱

۱۔ ظہیر الاصفیاء ترجمہ اردو تذکرۃ اولیاء صوفیاء، ۵۰، ناشر جامی چراغ الدین، سراج الدین تاجران

کتب کشمیری بازار لاہور ۱۹۱۶ء

مشہور کتاب ”تذکرۃ الاولیاء“ میں لکھا ہے کہ ایک سید تھے جن کو
ناصری کہتے تھے۔ ان کا ارادہ حج کا ہوا۔ جب بغداد پہنچے تو حضرت جنید بغدادی
کی زیارت کو گئے۔ آپ کی عارفانہ باتوں کو سن کر رونے لگے اور عرض کیا میرا
حج یہیں ہے مجھے خدا کی راہ بتا دیجیے۔

حضرت جنید نے فرمایا تمہارا یہ سید خدا کا حرم خاص ہے۔ کسی
نامحرم کو جگہ نہ دو۔ ۱۷

ایک بزرگ مشہور تابعی اور صوفی مرتاض حضرت ابو حازم مکی کی خدمت
میں حج کا عزم کر کے پہنچے۔ دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں۔ بیدار ہوئے تو
فرمایا اس وقت میں نے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا ہے۔ حضورؐ نے مجھے تمہیں یہ پیغام پہنچانے کا حکم
دیا ہے کہ اپنی ماں کے حق کا خیال کرو تمہارے لئے یہ حج کرنے سے
بہتر ہے۔ لوٹ جاؤ اور ان کے دل کی رضا طلب کرو۔ چنانچہ وہ حج کرنے کی
 بجائے واپس لوٹ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

”مَنْ قَضَى لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ حَاجَةً كَانَ
لَهُ مِنْ الْأَجْرِ كَمَنْ حَجَّ“ ۱۸

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اُسے حج
کا ثواب ملتا ہے۔

اب رہ گیا اعتراض کا یہ آخری جز کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ ان پر تین لاکھ آیات کی وحی اتری جن میں سے پچاس ہزار مختلف ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے سے متعلق تھیں۔ سو ایسی کوئی عبارت سرے سے آپ کی کتب میں پائی ہی نہیں جاتی۔ ہاں ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ ۳۳۲ پر یہ ضرور لکھا ہے کہ ”خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا جو چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔“ اس عبارت پر شرعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں ”يَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ“ کی قرآنی صداقت کے بار بار ظہور کا تذکرہ ہے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ جو اذہان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم غیب کا یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ آپ لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ وہ کیا کھا چکا ہے؟ کل کیا کھائے گا؟ اور کیا سٹور کرے گا؟ لے انہیں تو حضرت بانی سلسلہ کے غیبی نشانات کو تختہ مشق بنانا زیب نہیں دیتا۔

چھٹا اعتراض

شریعت نے چودہ سو

۱۔ حاشیہ قرآن از مولانا سید نعیم الدین صاحب و مولانا سید مقبول احمد صاحب دہلوی

(زیر آیت آل عمران: ۵۴)

سال قبل نبی اور رسول کا لفظ اصطلاحی معنی میں پیغمبر کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اس لئے اب لغوی معنی میں بھی اس کا استعمال جائز نہیں۔ وضع اصطلاح کے بعد لغوی معنی متروک ہو جاتے ہیں اور متوازی نہیں چل سکتے۔

جواب

یہ ایک نہایت اہم اور بنیادی اعتراض ہے مگر چونکہ میرے مد نظر تنقید نہیں بلکہ خالصہ تحقیق ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ اس کا جواب دینے کی بجائے میں چودہ سو سالہ دینی لٹریچر سے چند حقائق پیش کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑ دوں۔

ہمیں کچھ کہیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ

کوئی جو پاک دل ہو دے دل و جاں اس پر قربان

نبی

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی نسبت (آیت خاتم النبیین کے نزول کے

تین سال بعد) ارشاد فرمایا:-

”أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَبِيٌّ ابْنُ نَبِيٍّ“ ۱

خدا کی قسم! یہ نبی اور نبی کا بیٹا ہے۔

۲۔ فرقہ امامیہ کی تفسیر قمتی میں ہے۔ ”هَذَا نَبِيٌّ أَهْلُ الْكُوفَةِ“ ۲

۱۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، صفحہ ۱۷۶، تالیف ”خاتمہ الفقہاء والمحدثین“ الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر

المیشی المکی رح وفات ۹۷۲ھ ۲ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱-۲۸۵

یہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) اہل کوفہ کے نبی ہیں۔
۳۔ حضرت اکرم صابری "اقتباس الانوار" صفحہ ۳۳۱ پر فرماتے ہیں کہ

چشتی نبی ہند میں

۴۔ حضرت شاہ فرید گنج شکر قطب عالم کا فرمان ہے۔

ع مَنْ وَلِيْمَ مَنْ عَلٰی وَمَنْ نَبِيٌّ لَّ

۵۔ پیر پیران حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا ارشاد مبارک ہے۔

"أَوْتِيَ الْأَنْبِيَاءُ اِسْمَ النُّبُوَّةِ وَأَوْتِينَا اللَّقَبَ وَيُسَمَّى
صَاحِبُ هَذَا الْمَقَامِ مِنْ أَنْبِيَاءِ الْأَوْلِيَاءِ" ل

انبیا کو تو نبی کا نام دیا گیا ہے اور ہم امتی لقب نبوت پاتے ہیں۔
..... یہ مقام رکھنے والا انسان انبیاء الاولیاء میں سے ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

ع کو نبی وقت خویش است اے مرید ل

اے مرید! پیر اپنے وقت کا نبی ہوتا ہے۔

۷۔ صدیوں قبل کے ایک عرب ادیب و فاضل کا شعری کلام:-

لہ حقیقت گلزار صابری صفحہ ۲۹۲ از حضرت مخدوم زمین شاہ محمد حسن صاحب صابری چشتی
لہ "الیواقیت والجواہر" جلد ۲ صفحہ ۴۲۔ ۴۴ از حضرت امام عبدالوہاب شعرائی متوفی ۹۶۷ھ

لہ مثنوی دفتر پنجم۔

فَقُلْتُ لَهُ اصْحَ لَدِيكَ اِنِّى
نَبِىُّ الْعَاشِقِينَ بِلَا مَحَالٍ ۛ

۸۔ شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے انیسویں سالانہ اجلاس (منعقدہ اپریل ۱۹۴۳ء) میں اکابر بزرگ صغیر کے سامنے مولانا حالی کی نظم سنائی اور اس کے پڑھنے سے قبل فی البدیہہ یہ رباعی پڑھی۔ ۛ

مشہور زمانے میں ہے نامِ حالی

معمور مئے حق سے ہے جامِ حالی

میں کشورِ شعر کا نبی ہوں گویا۔

نازل ہے میرے لب پہ کلامِ حالی ۛ

۹۔ سعودی عرب کے مدارس میں نصابی کتاب ”القرأة الاعدادیة“ کا ایک شعر گاندھی سے متعلق :-
نَبِیُّ مِثْلَ کَنْفِیُوشِشٍ اَوْ مِنْ ذٰلِکَ الْعَهْدِ ۛ

ۛ۔ ”الروض النظر فی ترجمۃ ادباء العصر“ الجزء الثانی صفحہ ۴۳۰ تالیف حضرت علامہ عصام الدین عثمان بن علی بن مراد العمری متوفی ۱۱۸۴ھ مطبع المجمع العلمی العراقی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء

ۛ۔ ”باقیات اقبال“ صفحہ ۲۴۵ ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور طبع دوم ۱۹۶۶ء
ۛ۔ اخبار ”رضائے مصطفیٰ“ ۱۵ صفر المنظر ۱۳۷۹ھ صفحہ ۵

(گاندھی جی) کنفیوژنس کی طرح نبی ہیں یا اس عہد سے ہیں۔

۱۰۔ روسی سائنسدان فنڈلیف ”نبی“

۱۱۔ اخبار ”الکویت“ (۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء) میں جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ

مصر کی موت پر عربوں کے نامور شاعر نزار قبانی کا مرثیہ

قَتَلْنَاكَ..... يَا آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ

قَتَلْنَاكَ.....

اے آخری نبی ہم نے تجھے قتل کر دیا ہے شک ہم نے تجھے قتل

کر ڈالا۔

(ماہنامہ ”پیغام“ کراچی نومبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۱ پر اقبال کو آخری پیغمبر

کہا گیا ہے) **رسول**

۱۲۔ سورۃ یوسف رکوع ۷ میں ہے۔

”قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ“

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کے الفاظ میں اس آیت

کا ترجمہ یہ ہے۔ ”جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی۔ کہا

لوٹ جا اپنے خاوند کے پاس“

۱۔ رسالہ ”کاروان سائنس“ کراچی جلد ۲ شماره ۲ (دوسری سہ ماہی ۱۹۶۵ء)

۲۔ بحوالہ رسالہ ”چٹان“ لاہور ۹ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵ (عکس ”الکویت“ مع ترجمہ)

۱۳۔ دار الشوریٰ بیروت نے ۱۹۵۱ء میں کرنل قذافی صدر لیبیا کی سولخ پر ”میر بلا بیا تھو کی کتاب“ القذافی رَسُوْلُ الصِّحْرَاء کے نام سے شائع کی

بیروت سے ہی ایک کتاب ”محمد علی القائد الاعظم“ شائع ہوئی جس کے صفحہ ۱ پر قائد اعظم کو ”رَسُولُ التَّوْفِيقِ وَالسَّلَامِ“ کے خطاب سے یاد کیا گیا یہ کتاب ۱۹۵۲ء میں شفیق نقاش کے قلم سے چھپی تھی۔

۱۴۔ اخبار المنبر اکتوبر ۱۹۶۶ء میں جلالتہ الملک شاہ فیصل کو ”الرَّسُولُ“ کے لفظ سے یاد کیا گیا۔

۱۵۔ ۱۹۵۶ء میں پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان سعودی عرب کے دورہ پر جدہ گئے تو ان کا سرکاری سطح پر ”رَسُولُ السَّلَامِ“ کے نعروں سے استقبال کیا گیا ۱۵

۱۶۔ مشہور مؤرخ علامہ مسل بن امیر المؤمنین

برہان الدین الحلبي (متوفی ۱۰۴۴ھ) سیرت الخلیفہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں
فَبَعَثَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ وَ سَمَاءُ رَسُوْلُ اللَّهِ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
فَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَسَمَّى فِي الْاِسْلَامِ بِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ بَعْدَهُ

عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حبش کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجا اور انہیں "امیر المومنین" کا نام دیا۔ پس اسلام میں امیر المومنین کے نام سے اول نمبر پر حضرت عبداللہ بن حبش اور پھر حضرت عمر بن الخطاب موسوم ہوئے۔

۱۔ مقدمہ ابن خلدون سے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے کہ عرب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر مکہ اور صحابہ کرام حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو امیر المومنین کہتے تھے (اردو ترجمہ ص ۲۵۸ ناشر نور محمد اصح المطابع کراچی)۔
۲۔ قدیم محدثین میں سے حضرت امام مالکؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام دارقطنیؒ، حضرت شعبہ بن حجاجؒ کو امیر المومنین فی الحدیث یا امیر المومنین فی الروایۃ اور نحو یوں میں سے ابو حنیان غزالیؒ کو "امیر المومنین فی النخو" کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اسلامی لٹریچر میں حضرت حسن بصریؒ کو بھی امیر المومنین کہا گیا۔

۱۔ تاریخ الحدیث ص ۲۱۲ از پروفیسر عبدالصمد صامم الازہری ناشر امین الادب اردو بازار لاہور
۲۔ تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۱۵ از حضرت امام شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانیؒ (تذکرۃ الاولیاء)
۳۔ حضرت فرید الدین عطار باب ۱ ص ۱۱۳ تاریخ الحدیث ص ۲۱۲ از پروفیسر عبدالصمد صامم الازہریؒ
۴۔ دیباچہ السنن دارقطنی ص ۹ ناشر السید ہاشم الیمانی المدنیؒ (مرتب ابو الطیب محمد شمس الحسن الصدیقی عظیم آبادی ص ۵ حلیۃ الاولیاء ابو نعیم جلد ۱ صفحہ ۱۴۴) بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ الشہادہ پنجاب

۵۔ نفح الطیب (المقری) صفحہ ۸۲۶ سیرت نظامی

۱۸۔ اموی اور عباسی خاندان کے بادشاہ ”امیر المومنین“ کہلاتے تھے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (دانش گاہ پنجاب) کے مطابق شیعوں کا فرقہ امامیہ ”امیر المومنین“ کا لقب صرف سیدنا حضرت علی بن ابوطالب کے لئے مخصوص سمجھتا ہے۔ اسماعیلیوں کا ہر فرقہ یہ لقب اپنے مسلمہ خلفائے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ زیدی شیعوں کے نزدیک ہر وہ علوی جو بزورِ شمشیر اپنے اقتدار کو منوالے خود کو امیر المومنین کہلا سکتا ہے۔

۱۹۔ حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہید دہلوی کی نسبت مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری نے ”سوانح احمدی“ میں متعدد بار ”امیر المومنین“ کا لفظ استعمال کیا اور صفحہ ۱۲۰ پر اس کی وجہ یہ بتائی کہ ”لاکھوں لوگوں نے ان کی بیعتِ امامت کر کے اُن کو اپنا سردار بنالیا۔ پس اس روز سے آپ بلفظ امام یا امیر المومنین یا خلیفہ کے مشہور ہیں

۲۰۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری استاذ الاساتذہ و مدرس مدرسہ آرہ نے مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو ”امیر المومنین“ قرار دیتے ہوئے لکھا۔ ”هو امام اهل الحديث في زمانه“ امیر المومنین فی الحدیث فی اوانہ“^۱

لے ”الحیات بعد المات“ ص ۵۴۴ از حافظ عبدالغفار سلفی ناشر مکتبہ شعیب

حدیث منزل کراچی پبلی

۲۱۔ پروفیسر صلاح الدین محمد الیاس برنی ایم اے ایل ایل بی نے اپنی کتاب کا آغاز ہی نظام حیدر آباد دکن کو "امیر المومنین" بتلانے سے کیا ہے فرماتے ہیں :

”اس پر آشوب زمانے میں (جید) آباؤ فرخندہ بنیاد، حبّ نبی اور عظمتِ رسول کا مسکن و مامن بنا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے۔“

مسلم یا مسلمان

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا
 اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
 الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلٰی وَاَتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ
 (النحل ۳۱، ۳۲)

اس آیت میں مسلمین کے معنی مفسر اسلام حضرت علامہ عبداللہ بن محمد الشیرازی رحمہ اللہ نے اپنی معرکہ آراء تفسیر "انوار التنزیل و اسرار التاویل" میں اور حضرت مصلح الدین سعدی اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے اپنے ترجمہ قرآن میں مطیع اور حکم بردار کے کئے ہیں۔

عہدِ حاضر کے علماء میں سے مولانا سید حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اس کے معنی فرمانبردار کے کئے ہیں۔

۲۳۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نسبت ”الافاطات الیومیہ“
حصہ دوم ص ۲۱ میں یہ واقعہ درج ہے کہ۔

”ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بغیر کلمہ پڑھے
ہی نماز فرض ہو جائے گی فرمایا کہ کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے جب عزم
کر لیا اور اطلاع کر دی کہ مسلمان ہے نماز فرض ہو گئی ہے۔
عرض کیا کہ عزم کر لینے سے مسلمان ہو جاتا ہے فرمایا جی ہاں
عزم کر لینے سے مسلمان ہو جاتا ہے۔“

۲۴۔ حدیث نبویؐ ہے۔

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ
وَيَدِهِؐ

جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے
مسلمان محفوظ رہیں وہ مسلمان

۲۵۔ شیخ الاسلام جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی
نے مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ میں فرمایا:
”مسلم لیگ نے اپنے دستور میں اعلان کر دیا ہے کہ ہمارے
مراد مسلم کے لفظ سے صرف اس قدر ہے کہ مجلس میں شریک

لے ناشر کتب خانہ امدادیہ کراچی نمبر ۱۹ لے ترمذی، نسائی، مستد احمد بن حنبل

صحیح ابن حبان بحوالہ جامع الصغیر للسیوطی^۷ جلد ۲ ص ۱۸۵

ہونیوالا اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کا کلمہ پڑھتا ہو۔“
(خطبہ صدارت ص ۱۵-۱۶)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ایک موقع پر فرمایا:
”حدیث میں (جس کے الفاظ یہ ہیں) من صلی صلوٰتہ
واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الخ)
اکل ذبیحتنا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذبیحہ جو مخصوص ہواہل
اسلام کے ساتھ اس کا کھانا بھی شعار اللہ میں داخل ہے۔ نیز ایک
لطیف اشارہ ہے اس طرف کہ آئندہ ایک زمانہ میں بعض لوگ نمازیں
نہیں پڑھیں گے صرف گوشت کھاتے سے مسلمان ہوں گے۔ انکے
اسلام کی یہی علامت ہوگی ورنہ صلی صلوٰتہ کے بعد اس کی کیا
ضرورت تھی غرض ایسوں کو بھی حقیر نہ سمجھئے۔“

ام المؤمنین

۲۶۔ حضرت پیر پیران غوث اعظمؒ کی والدہ کے ذکر میں ہے کہ
”ام المؤمنین یہ تقریر دلیپند جناب پیران پیر کی سن کر
نہایت خورسند ہوئیں۔“

۱۔ اس حدیث کا ترجمہ جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی نے یہ کیا ہے کہ ”جس شخص نے وہ نماز ادا کی جو
ہم کرتے ہیں، اس قبلہ کی طرف رخ کیا جس کی طرف ہم رخ کرتے ہیں اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔
جس کیلئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے پس تم اللہ کے دیئے ہوئے ذائقے میں اسکے ساتھ دعا بازی نہ کرو“
(دستوری سفارشات پر تنقید ص ۱۲۵)

۲۔ ”الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ“ حصہ اول ص ۲۳ مرقوم نمبر ۳۲۲
۳۔ ”گلدستہ کرامات“ (اردو) تالیف حضرت شیخ محمد صادق شیبانی صفحہ ۱۸ مطبع افتخار دہلی

۲۷۔ حضرت جمال الدین ہانسوی خلیفہ مجاز حضرت فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کی نسبت حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کا بیان :

”چوں حضرت خواجہ قطب جمال ہانسوی وصال کردند آن
ام المؤمنین حضرت برہان الدین را کہ ہفت سالہ بودند برداشتہ
بخدمت جناب شیخ شیوخ العالم گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رسیدہ بیعت کنانید۔“ ۱

۲۸۔ سیر الاولیاء مؤلفہ حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی فرماتے ہیں :
”شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کینزک تھی
شیخ شیوخ العالم (حضرت فرید الدین گنج شکر - ناقل) اسے
ام المؤمنین کہتے تھے۔“ ۲

جناب خلیق احمد نظامیؒ نے بھی تاریخ مشائخ چشت کے صفحہ ۶۴ پر
لکھا ہے :

”شیخ جمال الدینؒ کی ایک خادمہ جو بڑی عابدہ اور صالحہ ہونے
کی وجہ سے ام المؤمنین کہلاتی تھیں ان (صوفی برہان الدین صاحب)
کو بابا فرید کی خدمت میں لے گئیں۔ بابا صاحب نے ان پر بڑا

۱۔ اشارات فریدی جلد ۲ ص ۶۱ ۲۔ ”سیر الاولیاء“ مترجم غلام احمد بریاں ص ۸

۳۔ استاد شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ رفیق ندوۃ المصنفین دہلی۔

۴۔ مکتبہ عارفین رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک کراچی۔

التفات و کرم فرمایا اور خلافت سے نوازا۔ ام المومنین نے
ہندی زبان میں عرض کیا۔ خوجہ برہان الدین بالاہے (یعنی بچہ
ہے)

صحابی

۲۹۔ تذکرۃ الاولیاء (اردو) میں ہے کہ:

”ابن سیرین نے ایک صحابی سے پوچھا“

۳۰۔ مولانا نجم الحسن کراوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے
ذکر میں لکھتے ہیں۔

”ایک دفعہ آپ کے صحابی ہشام بن حکم کے ذریعہ سوال کیا“
۳۱۔ رسالہ ”المنظر“ لاہور ۵، جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۷ کے ایک مضمون

کا عنوان ”تین اماموں کے مقدس صحابی“

مسجد

۳۲۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

(سورۃ جن : ۱۹)

”الفقیہ میں جناب امیر المومنین (حضرت علی علیہ السلام) سے منقول

ہے کہ المساجد سے مراد اعصائے سجدہ یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیاں

۱۸۸ مولفہ خواجہ فرید الدین عطار (ناشر منزل نقشبندیہ کشمیر بازار لاہور)

دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے کافی ہیں ، جناب امام جعفر صادق سے تفسیر عیاشی میں ۔ جناب امام تقی سے ، نیز تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون منقول ہے ۔“

(حاشیہ ”قرآن مجید مترجم“ ص ۶۸۶ مولانا حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی ناشر افتخار بکڈپو کرشن نگر لاہور)

علاوہ ازیں مختلف مکاتب فکر کے بزرگ متقدمین و متأخرین نے بھی یہاں المساجد کے اصطلاحی معنی کی بجائے وہ اعضاء مراد لیے ہیں جن پر سجدہ کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ حضرت علامہ عبداللہ بن عمر الشیرازی البیضاوی نے اس آیت کی تفسیر درج ذیل الفاظ میں فرمائی ہے ۔

” وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْمَسَاجِدِ الْأَرْضَ كُلَّهَا لِأَنَّهَا جُعِلَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدًا وَقِيلَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ لِأَنَّهُ قِبْلَةُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعُ السُّجُودِ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ النَّهْيَ عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِ اللَّهِ وَأَدَابِهَا السَّبْعَةُ وَالسُّجُودَاتُ عَلَى أَنَّهَا جَمْعُ مَسْجِدٍ “ (صفحہ ۷۶۵)

۳۳۔ حضرت علامہ حسین واعظ کی تفسیر حسینی میں مندرجہ بالا آیت

کی یہ تفسیر ہمیں ملتی ہے کہ :

” بعضوں نے کہا ہے اس مسجد سے تمام روئے زمین مراد

ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کی مسجد ہے۔ اس واسطے کہ حضرت نے فرمایا جُعِدَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا۔ یعنی کر دی میرے واسطے تمام زمین مسجد اور پاک“ (ترجمہ تفسیر حسینی جلد ۲ ص ۵۸)

۳۴۔ عیسائی معبد کو بھی قرآن مجید میں مسجد کہا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

” وَقَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝ (کہف: ۲۲)

۳۵۔ حدیث نبوی ہے:

” لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ “ (بخاری مصری جلد ۳ ص ۶۲)

یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا دیا۔

۳۶۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

” الْبَيْعُ مَسَاجِدُ الْيَهُودِ “ البیع یہود کی مسجدیں ہیں

۳۷۔ شیخ مولانا محمد علی بن علی التھانوی ”موسوعة الاصطلاحات الاسلامیہ“

جلد ۳ صفحہ ۶۳۹ پر فرماتے ہیں

” مسجد در لغت سجدہ گاہ را گویند (اما در اصطلاح علماء پس بفتح جیم موضع سجود را گویند ہر جا کہ باشد و بکسر جیم مکان معین خاص کہ برائے ادا ئے نماز وقف کنندم) و در اصطلاح سالکان منظر تجلی جمالی را گویند و قبل آستانہ پیر و مرشد کذا فی کشف اللغات “

یعنی مسجد لغت میں سجدہ گاہ کو کہتے ہیں (لیکن اصطلاح علماء میں مسجد ہر وہ جگہ ہے جہاں سجدہ کیا جائے اور مسجد وہ معین مکان ہے جو ادائیگی نماز کیلئے وقف ہو) سالکوں کی اصطلاح میں تجلی جمالی کو مسجد کہا جاتا ہے ۔ نیز آستانہ پیر و مرشد کو بھی جیسا کہ کشف اللغات میں ہے ۔

اذان

۳۸۔ جیسا کہ امام لغت حضرت علامہ راغب اصفہانی نے ” المفردات فی لغات القرآن “ میں تصریح فرمائی ہے لغت میں اذان کے معنی ” ندا “ پکار اور اعلان کے ہیں اور مؤذن وہ ہے جو بلند آواز سے پکارے یا اعلان کرے اور یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید میں اذان اور مؤذن کا لفظ اصطلاحی معنوں میں نہیں صرف لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل چار آیات اور حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ سے ظاہر ہے ۔

۳۹۔ پہلی آیت : وَنَادَىٰ اصْحَابُ الْجَنَّةِ اصْحَابَ النَّارِ

أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبَّنَا حَقًّا قَهْلٌ وَجَدْتُمْ
 مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ
 بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (الاعراف: ۴۵)
 اور پکارا جنت والوں نے آگ والوں کو کہ ہم پا چکے جو ہم کو
 وعدہ دیا گیا تھا۔ ہمارے رب نے تحقیق سونم نے بھی پایا جو تمہارے
 رب نے وعدہ دیا تھا؛ تحقیق بولے ہاں پھر پکارا ایک پکارتے
 والا ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی بے انصافوں پر۔
 ۴۰۔ دوسری آیت:

وَإِذْ أَذَّنَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ
 الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
 (التوبة: ۳)

اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے
 لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہے مشرکوں سے۔
 ۴۱۔ تیسری آیت:

ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِزَّةُ لَكُمْ لَسَارِقُونَ
 (یوسف: ۷۱)

پھر پکارا پکارتے والے نے اے قافلے والو! تم مقررہ چور ہو۔
 ۴۲۔ چوتھی آیت:

أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ

ضَامِرِیَاتِیْن مِثْ کُلِّ فَجَّ عَمِیَّتِ ۵ (الحج: ۲۸)
 پکار دے لوگوں کو حج کے واسطے کہ آویں تیری طرف پاؤں چلتے
 اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اونٹوں پر چلے آتے راہوں دور سے کہ
 پہنچیں۔

یہ بیاباں واضح حقائق (جو نبی، امیر المومنین، مسلم، ام المومنین
 صحابی، اذان اور مؤذن کی دینی اصطلاحات پر مشتمل ہیں) بفضلہ تعالیٰ
 یہ تجزیہ کرنے کیلئے کافی ہیں کہ شرعی اصطلاحوں کو ان کے لغوی معنوں
 میں استعمال نہ کرنے کا جدید خیال کہاں تک درست ہے؟
 جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
 نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا ہی ہے

سائلوں اعترض

احمدی کیوں پاکستان میں قانون شکنی نہیں کرتے؟؟؟

جواب: اس لیے کہ قال اللہ اور قال الرسول: صلی
 اللہ علیہ وسلم کی پیروی ان کے دین اور عقیدہ کا جزو اعظم ہے
 چنانچہ شرائط بیعت میں چھٹی شرط یہ ہے کہ:
 ”اتباع رسم اور متابعت ہواؤ ہوس سے باز آجائے گا اور
 قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا“

اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل
قرار دیگا۔ (اشتہار حضرت مسیح موعود مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء
مجموعہ اشتہارات حصہ اول ص ۱۹)

قرآن مجید نے اسوۂ یوسفی کے پیرایہ میں ایک بین الاقوامی
راہنما اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ أَخَاهُ

فِي دِيْنِ الْمَلِكِ (يوسف : ۷۷)

چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کے ملکی قانون
کی رو سے اپنے سگے بھائی کو اپنے پاس رکھنے کے مجاز نہ تھے۔ اس
لیے خدا نے خود ایک تدبیر فرمائی۔ ثابت ہوا کہ قرآنی نظام کے مطابق
قانون شکنی کسی کے لیے جائز نہیں خواہ فرعون مصر کی حکومت ہو
اور مملکت میں بستے والا یوسف علیہ السلام جیسا اولوالعزم پیغمبر
ہی کیوں نہ ہو۔

اب سنت نبوی کو لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سنت نبوی میں سفر طائف اختیار فرمایا۔ تو دستورِ عرب کے مطابق
آپؐ مکہ کے باشندے نہ رہے تھے اور خانہ کعبہ کا دروازہ جوالجہل
عنبہ اور شیبہ کے لیے کھلا تھا وہ مقصود کائنات خاتم النبیین صلی
اللہ علیہ وسلم کے لیے بند کر دیا گیا۔ طائف سے واپسی پر آنحضور صلی
اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تشریف لائے اور مکہ کے ایک کافر رئیس

مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھ کو اپنی حمایت میں لے سکتے ہو؟ مطعم بن عدی نے درخواست منظور کی اور اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ ہتھیار لگا کر حرم میں جاؤ۔ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ مطعم اونٹ پر سوار تھا حرم کے پاس پہنچ کر اس نے اعلان کیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے۔ آنحضرتؐ نے حرمِ کعبہ میں قدم مبارک رکھا نماز ادا کی اس طرح مکہ شریف میں قانونی اجازت عطا ہونے کے بعد اپنے مقدس مکان میں تشریف لائے۔ اس موقع پر مطعم اور اس کے بیٹے آپ پر تلواروں کا سایہ کٹے ہوئے تھے۔

(ابن سعد۔ مواہب اللدنیہ (سیرۃ النبی جلد اول ص ۲۵۵-۲۵۶) از

علامہ شبلی نعمانی مرحوم)

قانونِ وقت کی اطاعت کے باب میں صلح حدیبیہ کا واقع مذہبی دنیا کی تاریخ میں مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ فزقِ ثانی سے معاملہ کے دوران محض قانونی اور آئینی اغراض کو پورا کرنے کے لیے حضورؐ نے رسول اللہ کا لفظ اپنے دستِ مبارک سے کاٹ دیا تھا۔ یہ فخر و سعادت آج تنہا عالمگیر جماعت احمدیہ کو حاصل ہے کہ وہ عالمی سطح پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان شاندار روایات کی

امین اور پاسبان ہے اور گو بعض اذمان و قلوب اسے بھی "قادیانیوں" کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں شمار کریں گے مگر زمانہ کی نیرنگیاں اور زمان و مکان کی کوئی بڑی سے بڑی آزمائش کسی احمدی کو اسوہ محمدی کی اس شاہراہ پر چلنے سے روک نہیں سکتی۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے انگریزی دور حکومت میں اعلان فرمایا:

"مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہمارے مخالف ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ نہیں بدل سکتا کہ قانونِ شریعت اور قانونِ ملک کبھی توڑا نہ جائے اگرچہ اسکی وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں کہ ہم اسکے خلاف چلیں۔" (الفضل ۶، اگست ۱۹۳۵ء ص ۶)

۱۹۳۸ء میں حضرت مصلح موعود نے اس اعلان کے بعد یہ پُر قوت و شوکت پیشگوئی بھی فرمائی کہ:

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس وقت ایک ذہنی آزادی عطا کی ہے.... جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت ہی عجز اور انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔ ہم انگریزی قوم کو عارضی طور پر

مسلمان پر غالب دیکھتے ہیں مگر مستقل طور پر اسے اسلام کا غلام
دیکھ رہے ہیں۔“

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء ص ۷)

الحمد للہ ہمارے محبوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے
دست مبارک سے حالیہ سفر انگلستان کے دوران اس عظیم الشان
تبر کو جلد پورا کرنے کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے۔

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج

نبض پھر چلنے لگی مردوں کی تا کہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع

پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

آ رہی ہے اب تو خوشنومیرِ یوسف کی مجھے

گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اسکا انتظار

آٹھواں اعتراض:

علامہ ڈاکٹر سید محمد اقبال نے صرف ایک بیان سے مرزا سیت کے
کاغذی قلعے کی دھجیاں بکھر دیں اور اس کی تفصیل ترجمان اقبال
جناب پرویز کے حصے میں آئی، جو حرفِ آخر ہے۔

(ناظم ادارہ طلوع اسلام کراچی)

جواب: حرفِ آخر کا لفظ سند (AUTHORITY) کے مترادف

و ہم معنی ہے اور اسلام میں خدا اور مصطفیٰ کے سوا کوئی اتھارٹی نہیں یا مہدی موعود و مسیح موعود اتھارٹی ہیں جن کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم و عدل کا عظیم المثال منصب عطا کیا اور اسکی الہامی عدالت کی نسبت ارشاد فرمایا کہ
يَقِفُ أَشْرَى وَلَا يَخْطِئُ

یعنی مسیح موعود و مہدی موعود میرے قدم بقدم چلیں گے اور ذرا بھی خطا نہ کریں گے۔

شیخ الشیوخ عالم ربانی، غوثِ صمدانی علامہ سید عبدالوہاب شعرانی "المیزان" میں اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
"امام مہدی کے ظہور کے بعد ان کے پہلے مذاہب کے اقوال پر عمل کی پابندی باطل ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل کشف نے اس کی تصریح کی ہے اور امام مہدی علیہ السلام کو پورے طور پر شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق حکم کرنے کا الہام کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو ان کے تمام جاری کردہ احکام کو تسلیم فرماتے۔" (مواہب جہانی ترجمہ اردو میزان شعرانی۔ حصہ اول ص ۱۸)

لے نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ص ۳۶

از حضرت الشیخ سید شبلی المکتبہ المکتبہ الازہر مصر

جہاں تک ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب کا تعلق ہے ان کو اتھارٹی
 یاسند قرار دینا شریعت محمدیہ پر ظلم عظیم اور شاعر مشرق سے بڑی زیادتی
 ہے کیونکہ انہوں نے زندگی بھر کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خدا کی
 طرف سے ملت اسلامیہ کے لیے حکم و عدل مقرر ہوئے ہیں۔ آپ تو
 عمر بھر یہ آرزو اور تمنا لیے رہے کہ:

”کاش کہ مولانا نظامی کی دعا اس زمانے میں مقبول ہو اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تشریف لائیں اور ہندی
 مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں۔“^۱
 دوسری طرف اپنی نسبت یہ اظہارِ حق فرمایا کہ:

”میری مذہبی معلومات کا دائرہ نہایت محدود ہے... میری
 عمر زیادہ تر مغربی فلسفے کے مطالعہ میں گزری ہے اور یہ
 نقطہ خیال ایک حد تک طبیعتِ ثانیہ بن گیا ہے۔ دانستہ یا
 نادانستہ میں اسی نقطہ نگاہ سے میں حقائقِ اسلام کا مطالعہ
 کرتا ہوں۔“^۲

غالباً اسی بناء پر مولانا محمد یوسف بنوری صاحب نے اپنے رسالہ
 ”البینات“ میں ادارہ کی طرف سے یہ وضاحتی بیان شائع کر لیا تھا کہ:

۱۔ ”اقبال نامہ“ حصہ اول ص ۴۱ ناشر محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور
 ۲۔ اقبال نامہ صفحہ ۴۶

” جہاں تک علامہ اقبال مرحوم کا تعلق ہے بڑے بلند پایہ فلسفی تھے اسلام اور مسلمانوں کا گہرا درد ان کے سینے میں موجزن تھا لیکن اسلامی مسائل میں انہیں کبھی اتھارٹی کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی۔“ (ماہنامہ ”البینات“ کراچی جولائی ۱۹۷۷ء) جامعہ رشیدیہ کے ترجمان ماہنامہ ”الرشید“ نے اپنی فروری ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں واضح کیا کہ :

” ہم علامہ اقبال کے پورے احترام کے باوجود ان کو پیغمبر یا صحابی نہیں سمجھتے وہ مسلمانوں کے عظیم مفکر تھے ان کو ایک غلط بات پہنچی اور انہوں نے اس سے متاثر ہو کر فوراً ایک نظم لکھ دی۔“

اب ”ترجمان اقبال“ غلام احمد صاحب پرویز کا نقطہ نگاہ ملاحظہ ہو۔ انہوں نے ”تصوف کی حقیقت“ پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں کلام اقبال کے تضادات غلو اور قرآن و رسول کی تنقیص کی ایسی ایسی مثالیں دی ہیں کہ اتان واقعی محو حیرت رہ جاتا ہے اور اختتام ان لفظوں پر کیا ہے :

” اقبال جس نے ساری عمر اس تصوف کے خلاف تنقید ہی نہیں بلکہ بغاوت میں صرف کی آخر الامر خود اس سے متاثر ہو گیا۔ میری یہی حیرت اس تنقید کی شکل میں ملبوس ہے اگر کسی شخصیت کی عقیدت یا احترام اظہار حق کے راستے

میں رکاوٹ بن جائے تو یہ بھی عدالت خداوندی میں کچھ کم سنگین جرم نہیں۔“

(تصوف کی حقیقت ص ۳۸۴ تا شرادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور)
 ۷ ہزاروں بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
 مچھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

تواں اعتراض محکوم کے الہام سے اللہ بچائے

غارت گرواقوام ہے وہ صورت چنگیز (اقبال)

جواب : جناب علامہ حافظ اسلم صاحب جیراچپوری کے قلم سے
 اس شعر کا جواب عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں :
 ” یہ خالص شاعرانہ استدلال ہے غالب کی طرح جس نے کہا

کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد

فے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے

جس طرح مگس کی قے کہہ دینے سے شہد کی لطافت اور
 شیرینی میں فرق نہیں آسکتا۔ اسی طرح حکومت کی نسبت سے
 الہام بھی اگر حق ہو تو غارت گرواقوام نہیں ہو سکتا۔ خود حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام رومی سلطنت کے محکوم تھے جن کی نسبت ڈاکٹر
 صاحب نے فرمایا ہے

فرنگیوں کو عطا خاک سو ریاتے کیا

بنی عفت و غمخواری و کم آزاری

بلکہ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام محکوم اقوام ہی میں مبعوث کیے گئے۔ جن کے خاص اسباب و علل تھے جن کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ دراصل نبوت کی صداقت کا معیار حاکمیت یا حکومت پر نہیں ہے بلکہ خود الہام کی نوعیت پر ہے۔“

(”نوادرات“ ص ۱۲۳-۱۲۴ از مولانا اسلم صاحب جیراچپوری)

شاعر مشرق نے ایک نہایت حقیقت افروز نکتہ یہ بیان فرمایا کہ

”بانی احمدیت کے الہامات کی اگر دقیق النظری سے تحلیل

کی جائے تو یہ ایک ایسا موثر طریقہ ہوگا جس کے ذریعہ سے ہم اسکی

شخصیت اور اندرونی زندگی کا تجزیہ کر سکیں گے۔“

(”احمدیت اور اسلام“ ص ۲۴ از علامہ اقبال ناشر ادارہ طلوع اسلام کراچی)

حقائق احمدیت کے مطالعہ کا یہ ایک انتہائی مفید اور فیصلہ کن

طریقہ ہے جسکا جماعت احمدیہ نے ہمیشہ پر جوش خیر مقدم کیا ہے چنانچہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

”میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی ماہر نفسیات بانی سلسلہ احمدیہ

کے الہامات کا تجزیہ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں کرے گا

تو وہ لازماً احمدیت کی صداقت کا قائل ہو جائے گا پس یہ

نصیحت علامہ اقبال مرحوم کی ہمارے لیے نہایت مفید ہے۔“

(الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۵۲ء ص ۷)

مثلاً حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ۱۸۸۳ء میں (قیام جماعت سے چھ سال

قبل، یہ الہام ہوا :

“ I SHALL GIVE YOU A LARGE PARTY

OF ISLAM ” (برائین احمدیہ جلد ۲ ص ۵۵۶ حاشیہ و حاشیہ ۲)

یعنی میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں اس کا تجزیہ کیا جائے تو بڑے سے بڑا ماہر نفسیات لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس الہام میں قرآنی ارشاد ”وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ“ کی طرف اشارہ ہے جس کی واقعاتی تصدیق علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل اعتراف سے ہوتی ہے :

” اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے کئی طریق ہیں جن طریقوں پر اس وقت تک عمل ہوا ان کے علاوہ اور بھی طریق ہو سکتے ہیں میرے عقیدہ ناقص میں جو طریق مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے وہ زمانہ حال کے طبائع کے لیے موزوں نہیں ہے ہاں اشاعت اسلام کا جوش جو انکی جماعت کے اکثر افراد میں پایا جاتا ہے قابلِ قدر ہے۔“

(اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۳۲ مکتوب، اپریل ۱۹۳۲ء)

دسواں اعتراض : ڈاکٹر سر علامہ اقبال نے پروفیسر

محمد الیاس صاحب کے نام لکھا کہ ”قادیانی تحریک یا یوں کہیے کہ بانی تحریک کا یہ دعویٰ مسئلہ بروز پر مبنی ہے۔ مسئلہ مذکور کی تاریخی لحاظ

سے تحقیق از بس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ مسئلہ
عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آریں ہے۔ نبوت کا سامی
تخیل اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ میری رائے ناقص میں اس مسئلہ
کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کرنے کیلئے کافی ہوگی۔“

(اقبال نامہ حصہ اول ص ۲۱۹-۲۲۰ مکتوب ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء)

جواب : یہ اعتراض دراصل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی
حقانیت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں
الْخَبْرَيْنِ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (المجموعہ: ۴) کے ذریعہ
آخرین میں بھی محمد رسول اللہ کے آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی جس کی
تفسیر حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک
سے یہ بیان فرمائی کہ اگر کسی زمانہ میں ایمان ثریا تک چلا گیا تو اہل
فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں
گے اور ایمان کو از سر نو دنیا میں قائم کر دیں گے۔ (لَوْ كَانَ مَعْلَقًا
بِالشَّرْيَا لَنَالَهُ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ فَارِسٍ)

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ المجموعہ)

یہی وہ بروز محمدی ہے جس کی نسبت نویں صدی ہجری کے عظیم
صوفی حضرت عبدالرزاق قاتانیؒ نے یہ خبر دی کہ:

”السَّهْدِيُّ الَّذِي يُجِيئُ فِي الْخِرَازِمَاتِ فَإِنَّهُ
يَكُونُ فِي الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَعَارِفِ وَالْعُلُومِ وَالْحَقِيقَةِ
تَكُونُ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ تَابِعِينَ لَهُ كُلُّهُمْ وَلَا
يُنَاقِضُ مَا ذَكَرْنَاهُ لِأَنَّ بَاطِنَهُ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔“ (شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر ص ۳۵)

یعنی مہدی جو آخری زمانہ میں آئے گا وہ احکام شرعیہ میں
تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا اور معارف علوم
اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء سب اس کے تابع ہوں گے
کیونکہ مہدی موعود کا باطن محمد رسول اللہ کا باطن ہوگا۔

اسی طرح امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ تحریر فرماتے ہیں۔
يَزْعُمُ الْعَامَّةُ أَنَّهُ إِذَا نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ
وَاحِدًا مِنَ الْأُمَمِ كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِلْإِسْمِ الْجَامِعِ
الْمُحَمَّدِيِّ وَنُسْخَةٌ مُنْتَسَخَةٌ مِنْهُ۔“ (الخیر الکثیر)
عوام سمجھتے ہیں کہ مسیح محمدی جب زمین پر نزول فرما ہوگا تو
وہ محض ایک امتی ہوگا بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح
اور اس کا (دوسرا) نسخہ ہوگا۔

یہ ہے بروز محمدی کا عارفانہ تخیل جس کی بنیاد قرآن و سنت
اور بزرگانِ امت کے الہامی ارشادات پر ہے اور یہ حقیقت ہے
کہ گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی نے الہاماً اس کے مصداق ہونے کا
دعویٰ نہیں کیا تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی حقانیت میں کیا شبہ رہ

جاتا ہے؟

اثر ابن عباس میں ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضَيْنِ فِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ
كَأَدَمِكُمْ وَلُوحٌ كَنُوحِكُمْ وَإِبْرَاهِيمُ كَأَبْرَاهِيمِكُمْ
وَعِيسَى كَعِيسَاكُمْ وَنَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ“ (درمنثور ابن عباس)
یعنی اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں تخلیق فرمائیں ہر زمین میں تمہارے
آدم کی طرح ایک آدم، تمہارے نوح کی طرح ایک نوح، تمہارے ابراہیم
کی طرح ایک ابراہیم، تمہارے عیسیٰ کی طرح ایک عیسیٰ اور تمہارے
نبی کی طرح ایک نبی ہے۔

اگر اسے خدائی تصرف کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہو گا کہ جناب
اقبال کو عصری اکتشافات کی بنیاد پر بھی ایک بروز محمدی کا امکان
تسلیم کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”حال کے ایک ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں
انسان یا انسانوں سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے۔ اگر
ایسا ہو تو رحمتہ للعالمین کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے۔ اس
صورت میں کم از کم محمدیت کے لیے تناسخ یا بروز لازم آتا ہے۔“
(اقبال نامہ حصہ اول ص ۱۱)

عجیب بات یہ بھی ہے علامہ موصوف اپنے تئیں حافظؒ کا بروز سمجھتے

۱۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں ”میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے
(تخذیر الناس ص ۱۱)

تھے۔ فرماتے ہیں:

”جب میرا ذوق جوش پر آتا ہے تو حافظ کی روح مجھ میں
حلول کر جاتی ہے اور میں خود حافظ بن جاتا ہوں۔“

(اقبال نامہ حصہ دوم ص ۱۰۶)

گیارہواں اعتراض: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت سے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام ”العاقب“ بھی ہے جس
کے معنی آنحضورؐ نے یہ بیان فرمائے ہیں:

وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

(بخاری کتاب الفضائل باب اسماء النبی)

عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(یہ اعتراض سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی کتاب ”ختم نبوت“ ص ۱۵۱
مطبوعہ مارچ ۱۹۶۲ء میں کیا گیا ہے۔ ایضاً روزنامہ جنگ ۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

جواب: یہ اعتراض شکر ایک عاشقِ رسولؐ کا دل کانپ اٹھتا

ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ”العاقب الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ“ کے الفاظ
ہرگز حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں بلکہ حضرت امام
زہری کا قول ہے جیسا کہ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۸۴ میں بالصرحت
منقول ہے کہ:

قَالَ مَعْمَرٌ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ مَا الْعَاقِبُ؟ قَالَ

الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

معر فرماتے ہیں میں نے امام زہری سے ”العاقب“ کی بابت پوچھا۔ کہا جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صحیحین کے متن حدیث میں سرے سے یہ الفاظ ہی موجود نہیں البتہ مسلم شریف میں ان کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تشریح درج ہے کہ
 ”أَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ“

(مسلم باب فی اسماء صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نہیں ہے۔

العاقب کے ان روح پرور معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقامِ خاتمیت کی نشان دہی ہوتی ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ ہمارے آقا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہی نہیں آخری انسان بھی ہیں۔ اور یہی جماعت احمدیہ کا مسلک ہے اسی لیے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال

لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک پر ہر کمال ختم ہو گیا بلاشبہ ہر پیغمبر ختم ہو گیا۔

افسوس! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح تو

نہایت بیدردی سے چھوڑ دی گئی اور جو الفاظ آنحضور صلی اللہ علیہ

وسلم (فداہ ابی و امی) کے نہیں ہیں ان کو زبردستی نبیوں کے شہنشاہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے **فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ**

بارہواں اعتراض : حدیث نبویؐ ہے۔

أَمَّا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَىٰ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۸۲) (عن سعد بن وقاص)

کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہ نسبت ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد نبی نہیں؟ (لَا نَبِيَّ بَعْدِي)

جواب : اس حدیث کا تعلق سفر تبوک سے ہے جبکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے بعد مدینہ کی عورتوں اور بچوں پر امیر مقرر فرمایا۔ حضورؐ کا منشاء "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" کے الفاظ سے کیا تھا؟ اس کی وضاحت حضورؐ کے ان الفاظ مبارک سے ہو جاتی ہے جو اس موقع پر موجود دوسرے اکابر صحابہ سے مروی ہیں۔

چنانچہ ایک مستند روایت میں لَا نَبِيَّ بَعْدِي کی بجائے "إِلَّا النَّبِيُّ" اور دوسری روایت میں "إِلَّا أَنْتَ لَسْتَ نَبِيٌّ"۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۸۱ (عائشہ بنت سعد کے والد سے مروی)

۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۳۳ (عن عبد اللہ بن عباس)

کے الفاظ موجود ہیں جن کی روشنی میں اس فقرہ کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ حضرت علی المرتضیٰ کو نیا بت رسولؐ میں وہی شرف و اعزاز حاصل تھا جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے بعد سفرِ طور کے موقع پر نصیب ہوا اس فرق کے ساتھ کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے مگر حضرت علیؑ نبی نہیں تھے۔ اور جہاں احمدیہ دوسرے تمام ارشاداتِ رسولؐ کی طرح اس فرمانِ نبویؐ پر بھی دل و جان سے یقین رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تیرہواں اعتراض : "حضرت مولانا" مولوی ثناء اللہ صاحب

نے مرزا صاحب سے مباہلہ قبول کیا جس کے نتیجہ میں مرزا صاحب ان کی زندگی میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے اور مولوی صاحب ۴۰ سال تک زندہ رہے۔ (سیرت ثنائی صفحہ ۱۷۱-۱۷۲ از مولوی عبدالمجید سوہدروی)

۱ "القادیانیہ" ص ۱۱ الناشر رابطہ العالم الاسلامی مکہ المکرمہ "قادیانی کافر کیوں"

۵ از ارشاد الحق اثری ناشر علوم اثیری منٹگری بازار لائل پور (فیصل آباد)

اپریل ۱۹۷۵ء

جواب : اصل حقیقت کو بے نقاب کرنے کیلئے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اس تبصرہ کا مطالعہ ضروری ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کے مسودہ مباہلہ بعنوان "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" کے کو پڑھ کر اپنی اخبار "المحدث" ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع کیا تھا۔ تبصرہ کے چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔" (ص ۵)

۲۔ "میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔" (ص ۵)

۳۔ "تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔" (ص ۵)

۴۔ "خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔" (ص ۵)

۵۔ "یہ دعا تمہاری منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔" (ص ۶)

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس دعوت

کے آخری فیصلہ کی اصطلاح مباہلہ ہی کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۴۴ طبع اول)

مباہلہ کے بعد ۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو وضاحت فرمادی تھی کہ:
 ”مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی
 میں ہلاک ہو جاتا ہے..... کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سب اعداء انکی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے بلکہ ہزاروں
 اعداء آپکی وفات کے بعد زندہ رہے ہاں جھوٹا مباہلہ کرنا بوالا
 سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی مخالف
 بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔“

(ملفوظات جلد ہفتم ص ۴۴، الحکم، ۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء)
 پس حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اپنے الہامات کے مطابق مٹی
 میں انتقال فرمانا بھی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان ہے اور
 جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا چالیس سال تک زندہ رہنا
 بھی ع اک نشان کافی ہے گردل میں ہو خوف کردگار

چودھواں اعتراض : حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ”آئینہ
 کمالات اسلام“ ص ۶۴ پر فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں
 خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں !
جواب : یہ محض خواب ہے اور خواب ہمیشہ تعبیر طلب ہوتی
 ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ خواب قرآن میں ہے
 کہ آپ نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو اپنے سامنے سجدہ کرتے

دیکھا (سورۃ یوسف رکوع ۱) تعبیر الرؤیا کی مشہور کتاب
 ”تعبیر الانام“ میں لکھا ہے :

مَنْ رَأَى كَأَنَّهُ صَادَ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ تَعَالَى

اِهْتَدَى إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ “ (ص ۹)

یعنی جو شخص خواب میں دیکھے کہ میں خدا ہو گیا ہوں اس کی
 تعبیر یہ ہے کہ وہ صراطِ مستقیم تک پہنچ جائے گا۔ خود حضور نے
 اس خواب کی تعبیر ”آئینہ کمالات اسلام“ میں یہ بتائی کہ آسمانی
 اور زمینی تائیدات مجھے حاصل ہوں گی۔ نیز واضح فرمایا ہے کہ اس
 خواب کے یہ معنی نہیں کہ گویا میں خدا ہوں یا خدا مجھ میں حلول
 کر آیا ہے بلکہ یہ خواب دراصل اس حدیثِ قدسی کے عین مطابق
 ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ توفیق پڑھتے والا بندہ میرے
 قرب میں اس قدر ترقی کرتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں
 جس سے وہ سنتا ہے، آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا
 ہے، ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا
 ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق - بات التواضع ص ۹۳ مطبع مجتہبی دہلی)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ”فیوض الحرمین“

میں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قائم الزمان ہوں
 یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے نظام کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس

ارادہ کی تکمیل کے لیے مجھے اوزار یا آلہ کار بنالیتا ہے۔
 (الفرقان) (بریلی) شاہ ولی اللہ تبرہ ص ۴۱ (از مولانا محمد منظور نعمانی) بار دوم
 - دہلی)

اسی طرح سلطان العارفين سيد الأقطاب حضرت الشيخ ابو محمد
 روز بہان^۲ (مصنف تفسیر عرائض البیان) اپنا یہ مکاشفہ بیان
 فرماتے ہیں کہ :

الْبَسَنِي لِبَاسًا مِنْ حُسْنِهِ وَجَمَالِهِ... ثُمَّ جَعَلَنِي
 مُتَّصِفًا بِصِفَاتِهِ ثُمَّ جَعَلَنِي مُتَّحِدًا بِذَاتِهِ ثُمَّ
 رَأَيْتُ لِقَاسِي كَأَنِّي هُوَ

(کشف الاسرار صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ ترکی ۱۹۷۱ء ادبیات - EDEBIYAT)

- FAKULTESI MATBAASI ISTANBUL)

اللہ جل شانہ نے مجھے اپنے حسن و جمال کا لباس پہنایا پھر مجھے
 اپنی صفات سے متصف کر کے اس طرح اپنی ذات سے متحد کر دیا
 کہ میں نے اپنے نفس کو دیکھا کہ گویا میں خدا ہی ہوں۔

سلوک کی اس منزل میں بعض اہل اللہ بے اختیار ہو کر
 ”انا الحق“ کہہ اٹھتے ہیں چنانچہ حضرت سید عبد القادر جیلانی غوث
 صمدانی ”فتوح الغیب“ (مقالہ ۳، ۱۳، ۱۶) میں فرماتے ہیں کہ
 قرب نواقل کا وہ مرتبہ قنایت ذاتی کا مقام ہے جس سے محققین
 کے نزدیک ”انا الحق“ کا ظہور ہوتا ہے اور یوں بندہ ترقی کر کے

خدا کی طرف سے ”کُنْ فَيَكُونُ“ کے اختیارات کا حاصل ہو جاتا ہے
منقول ہے کہ ایک گڈری پوش حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ
کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں جنید وقت ہوں۔ میں
شبلی وقت ہوں، میں بایزید وقت ہوں اسپر آپ نے فرمایا :
میں خدا نے وقت ہوں میں مصطفائے وقت ہوں“
(تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۷، صفحہ ۵۱۵ حضرت خواجہ

فرید الدین عطارؒ)

اصل بات یہ ہے کہ اللہ والوں کا اپنے رب کریم سے ایک
نرالا تعلق ہوتا ہے جسکا تصور بھی دنیا پرست آنکھ نہیں کر سکتی
جہاں خدا تعالیٰ انہیں اپنی تجلیات خاصہ کا مشاہدہ کراتا ہے،
وہاں یہ فانی فی اللہ لوگ بھی بحر الوہیت میں گم ہو جاتے ہیں اور
اپنی محبت اور پیار کی نرالی زبان استعمال کرتے پر مجبور ہو جاتے
ہیں جسکا مقصود شرک نہیں صرف والہانہ رنگ میں فنایت تامہ
کا اظہار ہوتا ہے

سب اتنے پہ ہوا ہنگامہ دارد رسن بریا
کہ کیوں آغوش میں لے آئینہ ہر خوشاں کو

اور ان کا کمال روحانی یہ ہے کہ وہ مجاہدات اور فروتنی اور
عاجزی کے ساتھ اپنے دل کو ایسا مصفیٰ اور شفاف بنالیتے ہیں
کہ ان میں عرش کے خدا کا عکس نظر آنے لگتا ہے جس کے بعد

وہ دیوانہ وار اپنے رب کی طرف علی وجہ البصیرت دعوت دیتے ہیں
جیسا کہ حضرت یانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ :

” ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے
خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی
اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے
سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود
کھونے سے حاصل ہو میں کیا کروں اور کس طرح
اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھا دوں ۔ کس دقت سے
میں بازاروں میں متادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تمہارا
لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تمہارے
کیلئے لوگوں کے کان کھلیں ۔ “ (کشتی نوح ص ۱۹-۲۰ طبع اول)

پندرہواں اعتراض : حضرت یانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ

ہے کہ انہیں بعض وہ آیات بھی الہام ہوئیں جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات اقدس کیلئے مختص ہیں ۔

جواب : یہ اعتراض صرف ایسے ذہن کی پیداوار ہے جس

کا نہ تو زندہ خدا کی زندہ قدرتوں پر ایمان ہے نہ اس کا خدا
سے کوئی ذاتی تعلق ہے اور نہ وہ کوچہ روحانیت سے آشنا ہے
جسے مکالمہ مخاطبہ الہیہ کی سیر روحانی مقصود ہو اسے چاہیے کہ

ان اولیاء و اصفیاء کے دربار میں پہنچے جنہیں خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا۔

حضرت خواجہ میر درد دہلوی نے "علم الکتاب" میں "تحدیث نعمتہ الرب" کے زیر عنوان وہ قرآنی آیات درج کی ہیں جو آپ پر نازل ہوئیں۔ مثلاً

"وَاسْتَقَمَّ كَمَا أُمِرْتُ" "أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ
الْأَقْرَبِينَ" "وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ"

ان سب آیات میں براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے۔

حضرت سید امیر الاطہاتری نقشبندی^۷ مجدد صدی سیزدہم کو مندرجہ ذیل آیات دہن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب تھے،
الہام ہوئیں :

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ائْتِ اللَّهَ
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
حضرت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی^۸ پر آنحضرت صلی

^۷ "سلك سیر فی نظم الدرر" ص ۱۵۲ (مرتبہ حضرت علامہ دھر مولانا صفی اللہ

رحمہ مطبع فاروقی) ۱۲۹۵ھ

اللہ علیہ وسلم سے مخصوص آیات کا بکثرت نزول ہوا۔ مثلاً
 ”صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ ”الْمَنْ شَرَحَ لَکَ
 لَکَ صَدْرَکَ“ ”وَلَسَوْفَ يُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی“

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :

”خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول
 مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس
 کی مقبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب
 کرتی رہیں اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے
 انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امتِ محمدیہ کو جو بوجہ کمال
 عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت
 اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پرٹ کر بالکل اپنے
 نفس سے گئے گزرے ہوتے ہیں خدا ان کو فانی اور مصطفیٰ
 شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبولؐ کی برکتیں ان کے
 وجودِ بے ہود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ
 ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات

لے، ٹے ۳۔ سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم ص ۲۵، ص ۳
 مرتبہ مولانا عبدالجبار غزنوی مطبع قرآن و سنت امرتسر طبع اول

ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ حقیقت میں
 مرجع تمام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر
 کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا
 ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی
 کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداق
 اتم ہوتا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۴۳ حاشیہ در حاشیہ)

جوراز دیں تھے تمہارے اسنے بتائے سارے

دولت کا دینے والا قرماں روا یہی ہے

اُس نور پر قداہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

فرزند ان احمدیت! حق یہ ہے کہ تحریک احمدیت کی پشت پر

دلائل و بینات کا لشکر جہاد موجود ہے۔ دنیا بھر کی تمام مملکتوں کے سپاہی اور ہتھیار شاید گنے جاسکیں مگر احمدیت کے تائیدی شواہد کا شمار ممکن نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پندرہ اعتراضوں کے انہی جوابات سے جو میں نے نمونہ پیش کئے ہیں یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو جاتی ہے اور ہر احمدی کا دل اس یقین اور معرفت سے لبریز ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان بشارت کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے کہ:

”میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک زمین پر محیط ہو جائے گا۔“ (تجلیات الہیہ ص ۱۱)

میں نے شروع میں حضرت مسیح موعود کے مبارک الفاظ میں بتایا تھا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل عرض کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ پر ایمان اور اسکی طرف دعوت ہے۔ یہ عاجز اس مضمون کے اختتام پر آپ کو دوبارہ اسی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق کی مشہور پیشگوئی ہے

إِذَا قَامَ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ لَا يَبْقَى أَرْضٌ إِلَّا

نُودِي فِيهَا شَهَادَةٌ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ۔“

(یتابع المودة مؤلفہ حضرت شیخ سلیمان الشبلنجی طبع دوم)

مکتبۃ العرفان بیروت ، بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۸۸ تہران)

یعنی جب حضرت قائم امام مہدی موعود علیہ السلام ظاہر ہوں گے
تو دنیا کا گوشہ گوشہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کی پر شوکت آواز سے گونج اٹھے گا۔ سو
الحمد للہ جماعت احمدیہ اس نصب العین کی جلد سے جلد تکمیل کے
لیے دنیا کے ہر خطہ میں سرگرم عمل ہے۔ حال ہی میں اشبیلیہ
یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے ایک کتاب ”اندلسیہ کل اور آج“
شائع کی ہے جس میں ایک باب
اسلام پر ہے کتاب میں لکھا ہے کہ مسلمان پھر اندلس کو فتح کرنے
کے منصوبے باندھ رہے ہیں خصوصاً جماعت احمدیہ جو ایک منظم
جماعت ہے اور نہایت زور شور سے دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی تبلیغ کر رہی ہے۔

مگر شمعِ احمدیت کے پروانوں! یاد رکھو ہماری نظر صرف اندلس
پر نہیں پوری دنیا پر ہے اور ہماری اصل جوہلی اس دن ہوگی
جب ماسکو، پکنگ، لندن اور نیویارک جیسے بڑے بڑے شہروں کی
سرکاری عمارتوں یونیورسٹیوں صنعتی اور جوہری توانائی کے مرکزوں

اور گرجا گھروں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوگا۔

خدا کا نور ہیں ہم کو بجھا سکا نہ کوئی
وہ نقش ہیں جسے اب تک مٹا سکا نہ کوئی

دیا ہے ہم نے زمانے کو نورِ لبطا کا
جو شمع ہم نے جلائی جلا سکا نہ کوئی

لبوں یہ نشہدان لا الہ الا اللہ

سبق جو ہم نے سنایا سنا سکا نہ کوئی (پرویز پروازی)

دنیا کے احمادیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے آقا
حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑی
کوئی خواہش اور تمنا نہیں تھی کہ ساری دنیا کلمہ پڑھ لے۔

توحید و رسالت محمدیؐ کی اشاعت کے سلسلہ میں آنحضرتؐ
کتنی بے پناہ تڑپ اور بیمثال جذبہ رکھتے تھے اس کا کسی قدر
اندازہ اس حیرت انگیز واقعہ سے ہوتا ہے کہ شوال ۱۰ھ (جنوری
فروری ۶۳۰ء) میں غزوہ حنین سے واپسی پر اسلامی لشکر میں اذان
دی گئی اس موقع پر مکہ کے دس غیر مسلم نوجوان بھی تھے جو
آنحضرتؐ سے شدید بغض رکھتے تھے انہوں نے اذان کا کھلا مذاق
اڑایا اور محض استہزاء کے طور پر اذانین دینا شروع کر دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خاموشی اور پیار سے ان کے
اذانیں سنتے رہے پھر ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک خوش الحان کی

آواز بھی میں نے سنی ہے اس پر سب غیر مسلم آنحضرتؐ کے بارگاہِ اقدس میں حاضر کئے گئے اور سب نے باری باری اذان دی آخری مؤذن کا نام ابو مخدورہ تھا جس کی آواز آنحضرتؐ کو بہت پیاری لگی آنحضرتؐ نے اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔ اس کی پیشانی کو تین بار اپنے دستِ مبارک سے برکت بخشی اور اظہارِ خوشنودی فرماتے ہوئے چاندی سے بھری ہوئی ایک مٹھیلی النعام دی اور فرمایا جاؤ اور بیت اللہ کے پاس بھی اذان دو۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیسے اذان دوں۔ اس آنحضرتؐ نے پوری اذان اور اقامت سکھلائی۔ یہ سارا واقعہ دارقطنی، مسند احمد بن حنبل اور نسائی اور دوسری مستند احادیث میں موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ کو توحید اور رسالت محمدی کا پرچم دے کر کھڑا کیا۔ آپ نے فتنہ ارتداد کے دوران پوری مملکت اسلامیہ میں یہ ”آرڈی نینس“ جاری فرمایا :

ہمارا شعار اذان ہے جب مسلمان اذان دیں اور مرتدین بھی اذان دیں۔ خاموشی اختیار کی جائے۔ اگر وہ اذان نہ دیں فوراً ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں فوراً ان سے جنگ شروع کر دی جائے اور

اگر وہ اسلام کا اقرار کر لیں، ان کے بیان کو قبول کر کے
ان پر اسلام کی خدمت عائد کر دی جائے۔“ لے

معزز حضرات! آج انسانیت تباہی اور بربادی کے کنارے پر
آن پہنچی ہے اور اقوام عالم کی نجات کی اس کے سوا اور کوئی
صورت نہیں کہ فرش سے لے کر عرش تک فضاؤں کو محبت الہی
کی خوشبوؤں سے بھر دیا جائے اور ہر دل پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیا جائے۔ یہی وہ آسمانی نوبت خانہ ہے
جس کا ذکر نہایت ولولہ انگیز رنگ میں حضرت مصلح موعودؑ نے ۱۹۵۳ء
کے جلسہ سالانہ پر کیا اور فرزندانِ احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے
ارشاد فرمایا:

”اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو
ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے
اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت
کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!!
ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان
پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھردو

لے تاریخ طبری جلد ۱ حصہ ۴ اردو ص ۴ تصنیف ابو جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ مولانا سید محمد ابراہیم صاحب ایم اے سابق کارکن شعبہ تالیف و ترجمہ جامعہ
عثمانیہ ۱۹۴۱ء۔ دارالطبع جامعہ عثمانیہ سرکار علی حیدر آباد

ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پاٹے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہوتی ہے پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔“
(سیر روحانی جلد سوم ص ۲۸۶-۲۸۷)

۷۔ فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے